سلسلہ مفت اشاعت نمبر ۸۷

ناقابلِ تردید حقائق

ماخوذ از: عقائد اہلسنّت

مؤلف

علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ

ناشر

جمعیّت اِشاعت اہلِسُنّت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ ﷺ

نام کتاب	:	ناقابل تردید حقائق
مؤلف	:	خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی
ضخامت	:	۶۴ صفحات
تعداد	:	۲۰۰۰
سلسلہ مفت اشاعت	:	۸۷

☆☆ناشر☆☆

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار کراچی۔

پیش لفظ

آج سے تقریباً ڈیڑھ صدی پیشتر برِ صغیر پاک و ہند امن و آشتی کا گہوارہ تھا ہر طرف میل محبت تھی، ہر سمت پیار ہی پیار تھا، اپنائیت تھی، پرخلوص جذبوں کی فراوانی تھی، باتوں میں مٹھاس ہوا کرتی تھی، اللہ اور اس کے پیارے رسول کی پیاری پیاری اور میٹھی میٹھی باتیں خوشبو کی طرح ہوا کے دوش پر شرق تا غرب پھیلا کرتی تھیں، اعتقادات و ایمانیات تو دور کی بات ہے اعمال و افعال اور معمولات تک میں کسی قسم کا تضاد نہ پایا جاتا تھا، جو گفتگو ہوتی برملا اور کھل کر ہوتی، دلوں میں کدورتوں کی گنجائش ہی نہ تھی جو رنجشیں جنم لیتیں، رشتے بڑے مربوط ہوا کرتے تھے، ایک دوسرے کے احساسات اور جذبات کو سمجھا اور محسوس کیا جاتا تھا، انسانی قدروں اور حسب مراتب کو مقدم تصور کیا جاتا تھا، اور ایسا صرف اس لیے تھا کہ حاشیہ برداروں کی مجال نہ تھی جو مخالفتوں کے بیج بو سکیں، ایسے لوگوں کی پذیرائی کبھی نہیں کی جاتی تھی جو آستینوں میں خنجر چھپا کر محفل میں اپنی چرب زبانی سے جگہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ غرض برصغیر پاک و ہند ایک جنت نظیر خطۂ زمین تھا لیکن پھر اس جنت نظیر خطہ میں ایک ایسے شخص نے جنم لیا جو امن و سکون کی اس جنت کے لیے ابلیس ثابت ہوا اور جس نے اس پرسکون ماحول میں انتشار و افتراق کا ایسا بیج بو دیا جس نے امت مسلمہ کو واضح طور پر دو دھڑوں میں تقسیم کر دیا اور اس کے بعد آنے والے اس کے پیروکاروں نے اختلاف کی اس خلیج کو پاٹنے کی بجائے اس کے حجم کو اور بڑھانے کی کوشش کی۔ اس دور میں چند ایسی غارت گر ایمان کتابیں لکھی گئیں جنہوں نے مسلمانوں کے دلوں پر نشتر کا کام کیا یہ کتابیں مسلمانوں کی غیرت کے لیے ایک ایسا تازیانہ ثابت ہوئیں جنھوں نے ہر باغیرت مسلمان کو خون کے آنسو رُلا دیا۔ ان کتابوں میں تقویۃ الایمان، حفظ الایمان، صراط مستقیم، تحذیر الناس اور براہین قاطعہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں ان میں اول الذکر کتاب تقویۃ الایمان کو دوسری کتابوں پر اس لحاظ سے سبقت حاصل ہے کہ اس کتاب کے ذریعے خدا اور اس کے رسول سے

دشمنی کی جس بد نما، غلیظ اور مکروہ عمارت کی بنیاد رکھی گئی اس کو بعد میں لکھی جانے والی کتابوں نے پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

کسی بھی مذہب کی تاریخ اٹھالیں، کسی بھی مذہب کے پیروکاروں نے اپنے اپنے پیشوایان اور رہنماؤں کے لیے اتنی گندی اور رکیک زبان استعمال نہیں کی جس کا مظاہرہ ان مذکورالذکر کتابوں میں ان کے نام نہاد مصنفین نے اپنے رہنماو پیشوا سرکار دو عالم ﷺ کے لیے استعمال کی ہے۔

میدان حشر میں جو سرکار دو عالم ﷺ کی شفاعت کے امیدوار ہیں وہ ذرا دل کی آنکھوں سے ان عبارات پر نظر دوڑائیں اور خود ہی انصاف کریں کہ۔۔۔۔۔۔۔ آیا ان غلیظ و مکروہ عقائد کے حامل افراد مسلمان کہلانے کے مستحق ہیں ؟

حضور اکرم ﷺ کے علم کو پاگلوں، بچوں اور جانوروں کے علم جیسا کہا گیا ہے :۔

اصل عبارت کچھ یوں ہے :

"پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی (بچہ) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے "۔

(حفظ الایمان مصنفہ اشرف علی تھانوی صفحہ ۸، کتب خانہ اشرفیہ راشد کمپنی دیوبند)

دیوبندیوں کا کلمہ بھی ملاحظہ فرمایئے، جس کے پڑھنے کو اشرف علی تھانوی نے عین اتباع سنت کہا :۔

اشرف علی تھانوی کے ایک مرید نے اپنے پیر کو اپنے خواب اور بیداری کا واقعہ لکھا کہ وہ خواب میں کلمہ شریف میں حضور اکرم ﷺ کے نام نامی اسم گرامی کی جگہ اپنے پیر اشرف علی تھانوی کا نام لیتا ہے یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کی جگہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ (معاذ اللہ) پڑھتا ہے اور اپنی غلطی کا احساس ہوتے ہی اپنے پیر سے معلوم کرتا

ہے تو جواب میں اشرف علی تھانوی توبہ و استغفار کا حکم دینے کے بجائے کہتا ہے۔

"اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس طرف تم رجوع کرتے ہو، وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے"۔

('الامداد' مصنفہ اشرف علی تھانوی صفحہ ۳۵، از مطبع امداد المطابع تھانہ بھون 'انڈیا)

حضور اکرم ﷺ کو خاتم النبیین ماننے سے انکار کیا گیا :۔

اصل عبارت کچھ یوں ہے :

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا "۔

(تحذیر الناس 'مصنفہ قاسم نانوتوی صفحہ ۳۴، دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ 'کراچی)

حضور اکرم ﷺ کے علم پاک سے شیطان و ملک الموت کے علم کو زیادہ بتایا گیا :۔

اصل عبارت کچھ یوں ہے :

"شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے"۔

(براہین قاطعہ 'از مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، مصدقہ' مولوی رشید احمد گنگوہی' صفحہ ۵۱ مطبع بلال ڈھور)

نماز میں حضور اکرم ﷺ کے خیال مبارک کے آنے کو جانوروں کے خیالات میں ڈوبنے سے بدتر کہا گیا ہے :۔

اصل عبارت کچھ یوں ہے :

"زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا انہی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور

گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ برا ہے "۔

(صراط مستقیم' اسماعیل دہلوی صفحہ ۱۶۹، اسلامی اکادمی' اردو بازار' لاہور)

حضور اکرم ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق لکھا گیا وہ بے اختیار ہیں :۔

اصل عبارت کچھ یوں ہے :

"جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں۔ "

(تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان' مصنفہ اسماعیل دہلوی صفحہ ۴۳،
میر محمد کتب خانہ' مرکز علم و ادب آرام باغ' کراچی)

نہ جانے زمین شق کیوں نہیں ہو جاتی اور آسمان ان لوگوں پر ٹوٹ کیوں نہیں پڑتا یہ سورج چاند ستارے جو اپنی کبھی نہ جھپکنے والی پلکوں سے اس کائنات کے شب و روز کا مشاہدہ کر رہے ہیں اگر اپنے سینے میں دل رکھتے تو وہ بھی گواہی دیتے کہ واقعی تاریخ عالم گواہ ہے کہ آج تک کسی قوم نے اپنے پیشوا اور رہنما کے بارے میں اتنی گستاخانہ اور اتنی رکیک زبان استعمال نہیں کی۔

تقویۃ الایمان وہ گندہ اور پھوہڑ کتاب ہے جس نے برصغیر پاک و ہند میں انتشار و افتراق پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا اس کی جارحانہ اور تند و تیز زبان کے بارے میں خود اس کے مصنف کی رائے سنیے جو اس نے حج پر روانگی سے قبل ایک بھرے مجمع سے تقریر کے دوران پیش کی تھی :۔

"میں جانتا ہوں کہ اس (تقویۃ الایمان) میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آگئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے مثلاً ان امور کو جو خفی شرک ہیں شرک جلی لکھ دیا گیا ہے اس وجہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ شورش ضرور پھیلے گی "۔

(باغی ہندوستان صفحہ نمبر ۱۱۵)

اسی تقویۃ الایمان کتاب کی ایک غارت گر ایمان عبارت ملاحظہ ہو :۔

"اللہ کی قدرت سے بعید نہیں اگر وہ چاہے تو محمد جیسے کروڑوں محمد پیدا کر دے "۔

ہم اس انداز بیان کو ابلیسی داؤں پیچ سے تعبیر کرتے ہیں اور ایسے بے لگام و بد زبان مصنف کو ابلیسی دستر خوان کا خوشہ چیں تصور کرتے ہیں یہ وہی شیطانی حربہ ہے جسے اس نے سجدہ آدم سے روگردانی و سرتابی کرتے ہوئے استعمال کیا تھا اور جس کی پاداش میں ہمیشہ کے لیے اس کے گلے میں لعنت کی طوق ڈال دی گئی۔

جبکہ اس کے برعکس ہم اہلسنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ ہم سید عالم روحی فداہ ﷺ کی ذات والا صفات کو ممکن النظیر نہیں بلکہ ممتنع النظیر جانتے و مانتے ہیں اب ان کے مثل پیدا ہونا محالات سے ہے لہذا ہم عقیدہ امکان نظیر کو باطل جانتے ہوئے مسئلہ امتناع نظیر کو صحیح مبرہن اور مدلل سمجھتے ہیں جس کی روشن اور واضح دلیل آیت ختم نبوت ہے

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

امکان نظیر کا مسئلہ ذہن میں آتے ہی شاعر مشرق ڈاکٹر محمد اقبال کا یہ شعر صفحہ ذہن پر ابھر آتا ہے وہ فرماتے ہیں :۔

رخ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ ہماری بزم خیال میں نہ دوکان آئینہ ساز میں

یا پھر اردو زبان کے مشہور شاعر مرزا غالب کے وہ چند اشعار ذہن کے پردے کو متحرک کرتے ہیں کہ جو اس نے مسئلہ امکان النظیر و امتناع النظیر کی بحث کے دوران لکھے تھے پہلے پہل اس نے اپنی غیر معمولی ذہانت سے دونوں خیالات کو ساتھ نبھانے کی کوشش کی جس کا ثبوت ان اشعار میں ملتا ہے :۔

یک جہاں تا ہست ایک خاتم بس ست — قدرت حق را نہ یک عالم بس ست
خواہد از ہر ذرہ آرد عالمے — ہم بود ہر عالمے را خاتمے
ہر کجا ہنگامہ عالم بود — رحمۃ اللعالمینے ہم بود
کثرت ابداع عالم خوب تر — یا بیک عالم دو خاتم خوب تر
در یکے عالم دو تا خاتم مجوئے — صد ہزاراں عالم و خاتم بجوئے

لیکن آخر میں اسے بھی ماننا پڑا کہ نہیں نہیں! حق تو یہ ہے کہ سرکار کریم کا مثل و مثال نہ کبھی ہوا ہے اور نہ کبھی ہو گا اور آخر اسے یہ کہنا پڑا کہ :-

غالب ایں اندیشہ پند یرم ہمی   خردہ ہم بر خویش می گیرم ہمی
اے کہ ختم المرسلینش خواندۂ   دانم از روئے یقینش خواندۂ
ایں الف لامے کہ استغراق راست   حکم ناطق معنی اطلاق راست
منشاء ایجاد ہر عالم یکے است   گر دو صد عالم بود خاتم یکے است
منفرد اندر کمال ذاتی است   لا جرم "مثلش" محال ذاتی است
زیں عقیدت بر نگردم و السلام   نامہ را در می نوردم والسلام

غالب لاکھ ذہین، فطین اور نکتہ آفریں ذہن کا مالک سہی لیکن اول و آخر ایک دنیادار شخص اور ایک شرابی کبابی انسان تھا ارے جس مسئلہ کو ایک عام دنیادار شخص سمجھ گیا اس کو بزعم خویش عالم فاضل اور مفتیانِ شرع کہلانے والا ملاں نہ سمجھ سکے، آخر کیوں؟ اس کیوں کے پس منظر میں ایک لمبی کہانی کار فرما ہے جس کے ڈانڈے انگریز بہادر تک جا پہنچتے ہیں۔ وہی انگریز جو تاجر بن کر ہندوستان میں داخل ہوئے تھے اور جنہوں نے مغل بادشاہوں کی نرمی سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے رفتہ رفتہ اپنی سازشوں اور ریشہ دوانیوں کے سبب پورے برصغیر پر قبضہ کر لیا اور چونکہ انگریز نے اقتدار مسلمانوں سے چھینا تھا اس لیے وہ مسلمانوں کو اپنی راہ کا سب سے بڑا کانٹا تصور کرتا تھا چنانچہ وہ مسلمانوں کی تباہی و بربادی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت کرنا نہیں چاہتا تھا وہ جانتا تھا کہ مسلمانوں کے دلوں میں جب تک عشق رسول ﷺ کی چنگاری روشن ہے وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا چنانچہ اس نے اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لیے چند مولویوں کو خریدا جنہوں نے جبہ و عمامہ اور علم و فضل کی آڑ میں مسلمانوں کے دلوں سے عشق رسول ﷺ کو ختم کرنے کا بیڑا اٹھایا اب مسلمانوں کا دین و ایمان لوٹنے کے لیے انگریز بہادر کو چور دروازہ مل گیا چنانچہ اب وہ مسلمانوں کے سامنے کوٹ پتلون، ٹائی اور ہیٹ لگا کر نہ آتا بلکہ ان ہی نام نہاد علماء کے جبہ و دستار میں چھپ کر آتا اب ہندوستان کی

زمین ایک نئی آفت کی آماجگاہ بن چکی تھی زبان علماء کی ہلتی مگر حکم سات سمندر پار کا ہوتا تھا۔ غریب مسلمانوں کو کیا معلوم کہ یہ جبہ و دستار والے ہمیں دن دہاڑے انگریزوں کے ہاتھ بیچ ڈالیں گے مگر وائے حسرت و ناکامی یہ تو انگریز سے پہلے ہی سودا کر چکے تھے۔ اسماعیل دہلوی اور ان کے رفقاء کار کی انگریز دوستی کی صرف ایک دو مثالیں دے کر اپنی بات آگے بڑھاتا ہوں۔

"کلکتہ میں جب مولانا اسماعیل نے جہاد کا وعظ فرمانا شروع کیا ہے اور سکھوں کے مظالم کی کیفیت پیش کی ہے تو ایک شخص نے دریافت کیا، آپ انگریزوں پر جہاد کا فتویٰ کیوں نہیں دیتے، آپ نے جواب دیا ان پر جہاد کرنا کسی طرح واجب نہیں ایک تو ہم ان کی رعیت ہیں، دوسرے ہمارے مذہبی ارکان کے ادا کرنے میں وہ ذرا بھی دست اندازی نہیں کرتے، ہمیں ان کی حکومت میں ہر طرح آزادی ہے بلکہ ان پر کوئی حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی گورنمنٹ پر آنچ نہ آنے دیں "۔

(حیات طیبہ صفحہ ۲۹۶، مرتبہ مرزا حیرت دہلوی، مطبوعہ فاروقی، دہلی)

واہ رے مسلمانی! انگریز اگر مسلمانوں کا خون پانی کی طرح بہائیں تو کوئی غم نہیں مگر انگریز بہادر کے بدن پر سورج کی دھوپ تک نہ پڑے۔ واقعی وفاداری ہو تو ایسی۔

مولوی عبد الرشید گنگوہی دیوبندیوں کے مسلم مقتدا و پیشوا ہیں ان کے بارے میں تذکرۃ الرشید کی یہ عبارت سنیے اور سوچیے کہ ملت اسلامیہ کی تاریخ میں اس سے بھی زیادہ گھناؤنا اور قومی غداری کا کوئی باب مل سکتا ہے؟

جب میں حقیقت میں سرکار (برٹش) کا فرماں بردار ہوں۔ ان جھوٹے سے میرا بال بیکانہ ہو گا اور اگر مارا بھی گیا تو سرکار مالک ہے اسے اختیار ہے جو چاہے کرے۔

(تذکرۃ الرشید حصہ اول ص ۸۰)

دیوبندی وہابی صرف رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں ہی گستاخی و بے ادبی کے مرتکب نہیں ہوئے بلکہ اس سے دو ہاتھ آگے بڑھ کر انہوں نے ذات باری تعالیٰ

جل و علی پر بھی الزامات و اتہامات لگانے شروع کر دیئے آیت مبارکہ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کی آڑ لے کر اس سبحان السبوح پر کذب کی تہمت لگادی۔ امکان نظیر کے مسئلے کی طرح اس فتنہ امکان کذب کا خالق بھی اسماعیل دہلوی ہی ٹھہرا اس نے اس ذات واجب الوجود کو کہ جو ہر عیب سے پاک ہے اور جس کی ہر صفت کمال والی ہے اور جس کی کوئی بھی صفت رذیل یا گھٹیا درجے کی نہیں۔ اسی کے لیے یہ کہا کہ :

"اللہ جھوٹ بولنے پر قادر ہے" ۔

معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ، نقل کفر کفر نہ باشد ذرا اس تصور باطلہ کو ایک لحہ کے لیے بالفرض محال صحیح مان کر سوچا جائے تو کیا ہمارے ایمان و ایقان کا عظیم الشان محل ایک ہی جھٹکے میں زمیں بوس نہیں ہو جائے گا...... ؟ ارے ! ذرا سوچیے تو سہی کیا کوئی غیر مسلم پھر کبھی مسلمان ہونے کا نام لے گا وہ تو یہی کہے گا کہ جب مسلمانوں کا خدا ہی جھوٹ بولتا ہے تو کیا بعید کہ اس نے اپنی وحدانیت کے متعلق جھوٹ بولا ہو (معاذ اللہ) کیا خبر اس نے جنت و دوزخ کے بارے میں دروغ گوئی سے کام لیا ہو (معاذ اللہ)۔ کیا خبر کہ اس نے جزا و سزا کے بارے میں کذب بیانی کی ہو (معاذ اللہ)

ارے تف ہے ایسی قوم پر کہ جو اپنے خدا کو جھوٹا سمجھتے ہیں اور اپنے رسول کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں، غور فرمایئے کیا ہی عجیب قوم ہے کہ اس کے خدا کو جھوٹا نہ کہیے تو ان کی پیشانی پر بل آجائے اور خود انہیں جھوٹا کہیے تو چراغ پا ہو جائیں۔

کاش دور حاضر کے دیوبندی اپنے اکابرین کی گستاخانہ عبارات پر نظر ثانی کریں اور ہر قسم کے تعصب سے بالاتر ہو کر سوچیں کہ کسی کو مقتدا اور پیشوا مان لینے کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ اس کے جرم و خطا کو بھی ثواب و عبادت کا مرتبہ دے دیا جائے رات کی تاریکی کو دن کا اجالا اور آگ کے انگارے کو شاداب پھول کہنا کہاں کی عقلمندی ہے۔

اب بھی وقت ہے اے دیوبندیو ! تم ٹھنڈے دل سے سوچو کیا تمہارا ضمیر یہ گوارا کرتا ہے کہ (نعوذ باللہ من ذالک) رسول خدا ﷺ چمار سے زیادہ ذلیل اور ذرہ ناچیز سے کم تر

ہیں اور محبوب خدا کا علم گائے، بیل اور جانوروں جیسا ہے۔ ذرا سوچو ! تمہارے اکابر اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی، اسماعیل دہلوی وغیرہ نے جو کچھ لکھ دیا ہے وہ پتھر پر لکیر تو نہیں ہے۔ خدارا ! تم اپنے اور قوم مسلم کے حال پر رحم کھاؤ اور قدرت کی اس گرفت سے ڈرو جو سب سے زیادہ سخت ہے اور اس کا عذاب دردناک ہے، کیا تم کبھی یہ نہیں سوچتے کہ آج کی دنیا میں اگر تمہارے چہیتے کو کوئی آنکھ دکھا دے یا انگلی اٹھائے تو تم لڑنے مرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہو اس لیے نہ کہ وہ تمہارا چہیتا و محبوب ہے پھر تم نے یہ کیوں نہ سوچا کہ جس کو تم چمار سے زیادہ ذلیل اور گاؤں کا چودھری کہہ رہے ہو وہ محبوب خدا ہے، کیا تم قہر الٰہی کو اپنے حق میں چیلنج کر رہے ہو کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ تم تو اپنے محبوب کی حمایت میں کوہ آتش فشاں بن سکتے ہو اور غیرت خداوندی کو تمہاری دریدہ دہنی پر جنبش بھی نہ ہو سکے گی۔ اب بھی وقت ہے کہ تعصب و تنگ نظری کی گرد کو جھاڑ کر انصاف پسندی اور نیک نیتی سے ان کتابوں کا مطالعہ کرو اور چند علماء کے نشۂ محبت میں سرشار ہونے کی بجائے اگر ممکن ہو تو کبھی عشق رسول ﷺ کی عینک لگا کر ان کتابوں کا مطالعہ کرو۔ ہو سکتا ہے توفیق الٰہی تمہارا ساتھ دے اور تم اپنی ہڈیوں اور بوٹیوں کو عذاب جہنم سے محفوظ رکھ سکو۔

ہم از خود نہیں روئے ہمیں رلایا گیا ہے، ہم از خود نہیں تڑپے ہمیں تڑپایا گیا ہے ہمیں نہیں، ہمارے ماں باپ کو نہیں بلکہ ہمارے پیارے آقا و مولیٰ دو جہاں کے تاجدار ﷺ، کو گالیاں دی گئی ہیں، اللہ کے حبیب ﷺ کی شان میں دریدہ دہنی و گستاخی کی گئی ہے، ایک دو نہیں متعدد رسوائے زمانہ کتابیں لکھی گئی ہیں جن میں گستاخیوں اور بے ادبیوں کا ارتکاب کیا گیا ہے ارے ! قرآن جسے یاسین و طٰہٰ کہہ کر پکارے اسی ذات ستودہ صفات کو چمار سے زیادہ ذلیل اور ذرۂ ناچیز سے کم تر لکھا گیا ہے ایسی غارت گر ایمان عبارتوں پر چشم مومن خون کے آنسو بھی نہ روئے تو کیا کرے۔

کیسا دردناک سانحہ ہے کہ چند مولویوں کے علم و قلم کی لاج رکھنے کے لیے نہ صرف یہ کہ محبوب خدا کو گالیاں دی جاتی ہیں بلکہ کروڑوں مسلمانوں کے درمیان موجود

اختلاف کی اس خلیج کو پاٹنے کے بجائے اور گہرا کیا جاتا ہے۔ کاش اے کاش! یہ گردنیں جو آج اکڑ اکڑ کر محبوب کردگار کو برا بھلا کہنے میں مصروف ہیں آستانۂ نبوت پر جھک جائیں۔

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان اس کتاب کو اپنے سلسلہ مفت اشاعت کی ۸۷ ویں کڑی کے طور پر شائع کرنے کا شرف حاصل کر رہی ہے یہ کتاب دراصل پانچ علیحدہ علیحدہ اور مکمل مضامین پر مشتمل ہے جسے کتاب عقائد اہلسنت سے حاصل کیا گیا ہے اس کتاب کو مرتب کرنے والے خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی صاحب علیہ الرحمہ ہیں جن کی تعریف میں کچھ بیان کرنا گویا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سے بس یہی التجا ہے کہ وہ موصوف کی قبر پرانوار پر رحمت و رضوان کی بارشیں نازل فرمائے اور ہمیں ان کے نقوش پا پر گامزن ہوتے ہوئے مسلک حقہ اہلسنت و جماعت کی خدمت کی توفیق رفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔

اس کتاب کا پہلا مضمون "مسئلہ امتناع النظیر" ہے جس کو لکھنے والے فاضل مصنف جناب مولانا خواجہ مظفر حسین صاحب پورنوی ہیں اس مضمون میں فاضل مصنف نے مختصر طور پر لیکن جامع اور علمی و منطقی انداز میں سرکار کریم کے مثل نہ ہونے پر دلائل قائم کیے ہیں۔ اس کتاب کے دوسرے مضمون کا عنوان ہے "مولوی اسماعیل دہلوی کی کتابوں کے متعلق چند اشارات" جس کے لکھنے والے مولانا قاری محمد عثمان صاحب اعظمی ہیں اس مضمون میں فاضل مصنف نے اسماعیل دہلوی کی کتابوں خصوصاً تقویۃ الایمان، صراط مستقیم اور یک روزی وغیرہ کی چند عبارات اور ان کا عوام الناس پر رد عمل بیان کیا ہے نیز یہ بھی واضح کیا ہے ان کتابوں میں جو جارحانہ انداز اختیار کیا گیا ہے اس کا اصل مخاطب کون ہے اور یہ جارحانہ اور شاتمانہ انداز اصل میں کس کے خلاف ہے۔ تیسرا مضمون "تقویۃ الایمانی توحید کا تنقیدی جائزہ" ہے جسے مولانا سید الزمان صاحب مظفرپوری صاحب نے تحریر کیا ہے فاضل مصنف نے اس مضمون میں تقویۃ الایمان کی چند عبارات کا قرآن مجید و فرقان حمید اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں جائزہ پیش کیا ہے۔ چوتھا مضمون جو شامل اشاعت کیا گیا ہے وہ

ہے "امکان کذب کا مسئلہ" جس کو لکھنے والے مولانا بدر الدین صاحب گورکھپوری ہیں موصوف نے قرآن و حدیث اور اقوال سلف صالحین سے دلائل و براہین کے ذریعے کذب جیسے قبیح فعل کو باری تعالیٰ کے لیے محال ثابت کیا ہے نیز مخالفین کی ان عبارتوں کا بھی تجزیہ کیا ہے جو وہ امکان کذب پر پیش کرتے ہیں۔ پانچواں مضمون جو اس کتاب میں شامل ہے وہ ہے "دیوبندیوں کا اپنے حق میں مسلمات سے گریز" اس مضمون کو لکھنے والے ہیں مولانا محمد احمد صاحب اشرفی اعظمی اس مضمون میں فاضل مصنف نے مختلف موضوعات پر مکتب دیوبند کے آپس میں متصادم نظریات قلم بند کیے ہیں۔ چھٹا مضمون جو شامل اشاعت ہے وہ ہے "ہم مسلک اعلیٰ حضرت کیوں کہتے ہیں......؟" اس مضمون میں فاضل مصنف جناب محمد یوسف رضا قادری صاحب نے علمی انداز میں مسلک حقہ اہلسنت و جماعت کو مسلک اعلیٰ حضرت کہنے پر دلائل قائم کیے ہیں۔

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان ان تمام مضامین کو یکجا کر کے "ناقابل تردید حقائق" کے نام سے شائع کرنے کا شرف حاصل کر رہی ہے اور چونکہ ان میں سے زیادہ تر مضامین کتاب "عقائد اہلسنت" سے لیے گئے ہیں جن کے مؤلف خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی صاحب ہیں اس لیے ہم نے حصول برکت کے لیے سرورق پر حضرت کا نام ہی برقرار رکھتے ہیں۔

امید ہے کہ جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان کی دیگر مطبوعات کی طرح یہ کتاب بھی قارئین کرام کے علمی معیار پر پورا اترے گی۔

فقط

ان کے کرم کا امیدوار

جو اک جہان کو امیدوار کرتے ہیں

محمد عرفان وقاری

مسئلہ امتناع نظیر

ایک مدت سے جن مسائل و معتقدات کی بنیاد پر الگ الگ مکاتب فکر قائم ہیں انہیں مسائل ومعتقدات میں ایک مسئلہ "سرکار کی نظیر وشبیہ" کا بھی ہے۔ یہ مسئلہ کوئی اتنا مبہم اور نظری نہیں تھا کہ اس کے لیے الگ الگ محاذ بنائے جاتے اور ایک دوسرے کو بحث و مناظرہ کی دعوت دی جاتی مگر صدی بیتنے کو ہے اور آج بھی یہ مسئلہ فکری جولانیوں اور ڈھینگا مشتیوں کا اکھاڑہ بنا ہوا ہے۔ بار بار کے حق واضح ہو جانے کے باوجود آج بھی کچھ لوگ گلی گلی یہ صدا لگاتے پھرتے ہیں کہ "سرکار کی نظیر ممکن ہے" اور "خدا چاہے تو محمد جیسے سینکڑوں محمد پیدا فرما سکتا ہے"۔ یہ وہی لوگ ہیں جو تقویۃ الایمانی عبارتوں کو دل ودماغ سے ہم آہنگ کرنے کے لیے آئے دن چولا بدلتے رہتے ہیں اس لیے نہیں کہ وہ تقویۃ الایمان کی عبارت و مسائل کے نفاق سے واقف نہیں، وہ واقف ہیں اور اچھی طرح واقف ہیں پھر بھی ان عبارتوں کی حمایت ووکالت کا جھنڈا اس لیے اٹھائے پھرتے ہیں تاکہ ان کے اسلاف کا وقار محفوظ رہے جو انہیں ایمان سے زیادہ عزیز ہے، وہ خوب سمجھتے ہیں کہ سرکار کی نظیر کے مسئلہ میں نظیر کے جو معنی مراد ہیں اس معنی کا کوئی ایسا وجود قطعاً نا ممکن ہے جسے سرکار کی نظیر کے معنی پہنائے جا سکیں لیکن وہ اپنے میں اس کے اظہار واعلان کی جرأت نہیں پاتے کیونکہ ان کے سامنے ان کے اسلاف کا وہ گھناؤنا کردار ہے جو انہوں نے ایمان ویقین کی قربانی دے کر ادا کیا ہے۔ اسی کردار کی لاج رکھنے کے لیے یہ لوگ تمام اسلامی برادری کے احساسات کو پامال اور جذبات کو مجروح تو کر سکتے ہیں مگر یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ ان کے اسلاف کی ساکھ پر کسی قسم کی آنچ آجائے۔

یہی وجہ ہے کہ "امتناع نظیر" کا مسئلہ جو قطعاً واضح اور بدیہی ہے آئے دن مبہم اور نظری ہوتا جارہا ہے اور یہ لوگ اپنی آبرو کی سلامتی کے لیے طرح طرح کے شکوک وشبہات پیدا کرتے جارہے ہیں۔ آیئے پہلے آپ نظیر کے معنی سمجھ لیں تاکہ ارتیاب و تشکیک کے

دھندلکوں سے آپ کا ذہن محفوظ رہے۔

اس متنازعہ فیہ مسئلہ میں نظیر کے معنی ہیں سرکار کے سوا ایک ایسا وجود جو تمام اوصاف میں سرکار کا شریک وسہیم ہو۔ مثلاً آپ نبی ہیں تو وہ بھی نبی ہو، آپ رسول ہیں تو وہ بھی رسول ہو، آپ خاتم النبیین ہیں تو وہ بھی خاتم النبیین ہو، آپ اول مخلوقات ہیں تو وہ بھی اول مخلوقات ہو، آپ اول شافع ہیں تو وہ بھی اول شافع ہو، آپ افضل رسل ہیں تو وہ بھی افضل رسل ہو، آپ سید کونین ہیں تو وہ بھی سید کونین ہو وغیر ذالک۔

نظیر کے معنی تشریح سے صاف ظاہر ہے کہ نظیر بایں معنی اسی وقت ممکن ہو سکتی ہے جبکہ سرکار کے تمام اوصاف میں کم از کم دوئی ممکن ہو، محال نہ ہو یعنی سرکار کا ہر وصف ایسی کلی ضرور ہو جو نفس الامر میں شرکت کا احتمال رکھے تاکہ اس کلی کے افراد ممکنہ باہم ایک دوسرے کی نظیر ہو سکیں مثلاً سرکار کی ایک صفت ہے نبوت جو کلی ہے اس کے ایک فرد حضور ہیں اور دوسرے افراد انبیاء سابقین ہیں اسی لیے ہر نبی صفت نبوت میں دوسرے نبی کی نظیر ہیں۔

اور اگر بعض اوصاف ایسے ہوں جن میں دوئی قطعاً ممکن نہ ہو تو نظیر ممکن نہیں بلکہ محال بالذات ہوگی۔ عالم اسلام کا کون ایسا شخص ہے جو نہیں جانتا کہ خاتم النبیین، اول مخلوقات، اول شافع، اول مشفع یہ وہ القاب وخطابات ہیں جو سرکار کی ذات سے مخصوص ہیں اور کوئی ہوش مند اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کر سکتا کہ یہ وہ اوصاف ہیں جن میں دوئی قطعاً ممکن نہیں بلکہ محال بالذات ہے۔ اگر اس میں آپ کو کوئی شبہ ہو تو پہلے مناطقہ کی ایک بحث ذہن نشین کرلیں جو انہوں نے کلی اقسام کے سلسلہ میں کی ہے۔ علماء منطق نے کلی کی افراد کے وجود کے اعتبار سے چند قسمیں بیان کی ہیں۔

۱۔ ایسی کلی جس کے سارے افراد محال بالذات ہوں۔ جیسے شریک باری

۲۔ ایسی کلی جس کے سارے افراد ممکن ہوں مگر ایک فرد بھی پایا نہ جاتا ہو، جیسے عنقاء

۳۔ ایسی کلی جس کا ایک ہی فرد پایا جائے باقی اور افراد محال بالذات ہوں۔ جیسے واجب الوجود۔

۴۔ ایسی کلی جس کے سارے افراد ممکن ہوں مگر صرف ایک فرد پایا جائے۔ جیسے سورج۔

۵۔ ایسی کلی جس کے افراد کثیرہ موجود ہوں مگر متناہی ہوں۔ جیسے سنی رسالہ۔

۶۔ ایسی کلی جس کے افراد کثیرہ موجود ہوں اور غیر متناہی ہوں۔ جیسے معلومات باری تعالیٰ۔

کلی کی ان تمام قسموں میں تیسری قسم ایسی ہے جو ایک ہی فرد میں منحصر ہوتی ہے یعنی ایک فرد کے علاوہ اس کے تمام افراد محال بالذات ہوتے ہیں۔ خاتم النبیین وغیرہ کلی کی اسی تیسری قسم میں داخل ہیں یعنی ان کے ایک ہی فرد کا وجود ہو سکتا ہے اس میں دوئی کی قطعاً گنجائش نہیں ورنہ خاتم النبیین، خاتم النبیین اور اول مخلوقات، اول مخلوقات نہ رہے گا اور خاتم النبیین کا خاتم النبیین اور اول مخلوقات کا اول مخلوقات نہ ہونا محال بالذات ہے اس لیے ان اوصاف میں دوئی بھی محال بالذات ہو گی، جب دوئی محال بالذات ہو گی تو ایک فرد کے علاوہ ان کے سارے افراد محال بالذات ہوں گے اور جب سارے افراد محال بالذات ہوں گے تو نظیر بھی لامحالہ محال بالذات ہو گی۔

مزید وضاحت کے لیے یوں سمجھئے کہ اگر سرکار کے علاوہ کوئی دوسرا وجود سرکار کی نظیر تسلیم کر لیا جائے تو دو حال سے خالی نہیں۔ وہ وجود خاتم النبیین ہو گا یا نہیں اگر نہیں تو خاتم النبیین کا انحصار ایک فرد میں لازم آیا اور اگر وہ وجود خاتم النبیین ہو تو اس تقدیر پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہوں گے یا نہیں...... ؟ اگر نہیں تو پھر بھی خاتم النبیین کا انحصار ایک فرد میں لازم آیا اور اگر دونوں خاتم النبیین مانے جائیں تو دونوں ساتھ ساتھ ہوں گے یا یکے بعد دیگرے اگر ساتھ ساتھ ہوں تو چونکہ دونوں میں معیت پائی گئی اس لیے دونوں میں سے کسی پر خاتم النبیین کا اطلاق درست نہ ہو گا اور اگر یکے بعد دیگرے ہوں تو یہ دوسرا وجود سرکار کے بعد ہو گا یا پہلے اگر بعد کو ہو تو سرکار خاتم النبیین نہ ہوں گے اور اس کا انحصار ایک فرد میں لازم ہو گا اور اگر پہلے ہو تو یہ دوسرا وجود خاتم النبیین نہ ہو گا۔ اور اس صورت میں بھی خاتم النبیین کا انحصار ایک فرد میں لازم ہو گا۔ اس تمام بحث کا حاصل یہ ہے کہ خاتم النبیین کا صرف ایک ہی فرد پایا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اس کے تمام افراد قطعاً غیر ممکن اور محال

بالذات ہیں کیونکہ اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ دوسرا خاتم النبیین مانا جائے تو اس کا وجود اس کے عدم کو مستلزم ہو گا اور وہ متناقض امور کا مصداق ہو جائے گا یعنی وہ خاتم بھی ہو گا اور خاتم نہیں بھی ہو گا اور چونکہ متناقض امور کا مصداق محال بالذات ہے اس لیے حضور کی نظیر بھی محال بالذات ہو گی۔

بعینہ یہی دلیل اول مخلوقات، اول شافع، اول مشفع وغیرہ اوصاف میں بھی جاری ہے۔ یعنی یہ اوصاف بھی خاتم النبیین کی طرح دوئی کے حامل نہیں اور ان اوصاف کی بھی نظیر ممتنع بالذات ہے۔

ممکن ہے آپ کے ذہن میں یہ شبہہ پیدا ہو کہ جب خاتم النبیین کا ایک فرد ممکن ہے تو دوسرا فرد بھی ممکن ہونا چاہیے تو اس کے ازالہ کے لیے یہ سمجھ لینا ضروری نہیں کہ کسی کلی کا ایک فرد جیسا ہو اس کے دوسرے افراد بھی ویسے ہی ہوں۔ واجب الوجود ایک کلی ہے جس کا ایک فرد ذات باری تعالیٰ واجب ہے لیکن اس کے دوسرے افراد واجب نہیں بلکہ ممتنع بالذات ہیں اسی طرح ارتفاع امرین کا ایک فرد ارتفاع ضدین ممکن ہے لیکن دوسرا فرد ارتفاع نقیضین محال بالذات ہے یوں ہی اجتماع امرین کا ایک فرد اجتماع متوافقین ممکن ہی نہیں بلکہ واقع ہے لیکن دوسرا فرد یعنی اجتماع نقیضین محال بالذات ہے بعینہ اسی طرح خاتم النبیین اور دوسرے اوصاف مذکورہ کا حال ہے کہ اس کا ایک فرد تو ممکن ہے لیکن دوسرے افراد محال بالذات ہیں۔ اس وضاحت سے یہ شبہہ بھی زائل ہو گیا کہ "ہر ممکن کی نظیر ممکن اور مقدور ہوتی ہے" اس لیے کہ ابھی آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ بہت سی ایسی کلی ہیں جن کا ایک فرد واجب، واجب یا ممکن ہے مگر دوسرے افراد محال بالذات اور غیر مقدور ہیں۔

ہو سکتا ہے کہ کوئی صاحب اپنے مخصوص لب و لہجہ میں آپ سے یہ فرمائیں کہ جناب اللہ صاحب تو فرماتے ہیں :

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط   اللہ ہر چیز پر قادر ہے

تو اللہ صاحب سرکار کی نظیر و مثیل پیدا کرنے پر کیوں نہ قادر ہوں گے...... ؟ تو

آپ ان کو بتائیں کہ عقیدہ کی تمام کتابوں میں یہ مصرح ہے کہ ممتنعات اور واجبات باری تعالیٰ کے زیر قدرت نہیں صرف ممکنات زیر قدرت ہیں اس لیے کہ زیر قدرت جو امور ہوتے ہیں یا تو من جهته الایجاد ہوتے ہیں یا من جهته الاعدام اور ممتنعات اگر من جهته الایجاد زیر قدرت مانے جائیں تو وہ ممتنعات نہیں رہیں گے بلکہ ممکن ہو جائیں گے اور اگر من جهته الاعدام مانے جائیں تو تحصیل حاصل لازم آئے گی اور یہ دونوں محال ہیں۔ و بعکه یجری فی الواجب۔

علاوہ ازیں اگر ممتنعات تحت قدرت ہوں گے تو دو حال سے خالی نہیں یا تو کل ممتنعات تحت قدرت ہوں گے یا بعض ہوں گے اور بعض نہیں۔ دوسری صورت میں ترجیح بلا مرجح لازم آئے گی جو باطل ہے اور پہلی صورت میں عدم واجب الوجود بھی تحت قدرت ہوگا اور جب واجب الوجود کا عدم تحت قدرت ہوگا تو واجب الوجود، واجب الوجود نہیں رہے گا۔ جو بالکل محال بالذات ہے۔

یہ بات اچھی طرح ذہن میں رکھنی چاہیے کہ ممتنعات اگر تحت قدرت داخل نہیں تو اس سے باری تعالیٰ کا عجز لازم نہیں آتا اور نہ قدرت کی کمزوری ظاہر ہوتی ہے کیوں کہ ممتنعات میں یہ صلاحیت ہی نہیں کہ وہ تحت قدرت داخل ہوں بلکہ قدرت کا کمال یہی ہے کہ تمام ممتنعات دائرۂ قدرت سے باہر ہوں جس طرح آپ خوشبو کو دیکھ نہیں سکتے تو اس سے یہ نہیں سمجھا جائے گا کہ آپ کی نگاہ کمزور ہے بلکہ یہی کہا جائے گا کہ خوشبو میں یہ صلاحیت ہی نہیں کہ وہ دیکھی جائے۔ اسی طرح اگر سرکار کی نظیر و مثیل تحت قدرت نہ ہو تو اس سے قادر مطلق کا عجز ثابت نہ ہوگا بلکہ ہر ہوش مند یہی کہے گا کہ اس میں تحت قدرت ہونے کی صلاحیت ہی نہیں ہے۔

(مولانا خواجہ مظفر حسین پورنوی)

مولوی اسماعیل دہلوی کی کتابوں کے متعلق چند اشارات

مولوی محمد اسماعیل دہلوی جن کی کتابیں تقویۃ الایمان، صراط مستقیم اور رسالہ یکروزی وغیرہ ان کے موافقین اور مخالفین میں اس طرح مشہور ہیں کہ ایک طرف مولوی اسماعیل اور ان کی کتابیں ان کے موافقین سے خراج تحسین و آفرین وصول کر رہی ہیں تو دوسری طرف ان کے مخالفین جو حد و شمار سے باہر ہیں ان کی طرف سے مولوی اسماعیل اور ان کی کتابیں لعن و طعن بلکہ کفر کے فتوے سن رہی ہیں۔

موافقین میں ہندوستان کی دو جماعتیں ہیں، ایک دیوبندی، دوسری غیر مقلد۔ یہ دونوں جماعتیں مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کی مدح سرائی میں ان کی کتابوں کی حقانیت نوازی کا عجیب انداز میں ذکر کرتی ہیں۔ دیوبندی جماعت جو حنفیت اور تقلید کی مدعی ہے وہ مولوی اسماعیل دہلوی کو حنفی اور مقلد ثابت کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتی ہے۔ جب کہ غیر مقلدین مولوی اسماعیل کو تقلید شخصی کا منکر اور اپنی طرح غیر مقلد (اہل حدیث) ثابت کرنے میں زمین و آسمان ایک کیے دیتے ہیں یعنی موافقین میں ایک طرح کی جماعت مولوی اسماعیل کو مقلد اور حنفی ثابت کر کے حنفیوں میں ان کو مقبول بنا کر ان کی کتابوں کو حنفی مسلک کی کتابیں باور کرا رہی ہے اور غیر مقلدین اس کوشش میں ہیں کہ مولوی اسماعیل کی حق پرستی اور ان کی کتابوں کی حقانیت نوازی اس جہت سے ثابت ہو کہ وہ اصل میں غیر مقلد تھے۔ بہر حال یہ دونوں جماعتیں مولوی اسماعیل کو اپنے اپنے مسلک کا ثابت کرتے ہوئے ایک متفقہ بات یہ ثابت کرنے میں لگی ہوئی ہیں کہ مولوی اسماعیل حق پرست تھے اور ان کی کتابیں ہر جہت سے حق پرستی پر مبنی ہیں۔

مخالفین میں مسلمانوں کی ایک مشہور جماعت جو میلاد و قیام اور نیاز و فاتحہ وغیرہ کے جواز کی قائل ہے۔ وہ مولوی اسماعیل اور ان کی مذکورہ بالا کتابوں سے سخت بیزاری کی وجہ یہ ہے کہ وہ ان کتابوں میں ایسی دلخراش باتیں پاتے ہیں جن کو کوئی مسلمان ایک لمحہ کے لیے

برداشت نہیں کرسکتا۔

موافقین جب مولوی اسماعیل صاحب کی کتابوں کی طرف سے صفائی دیتے ہیں تو ان کی زبان و قلم سے کچھ ایسی باتیں بھی نکلتی ہیں جن سے کم از کم اتنا ضرور ثابت ہوتا ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب کی یہ کتابیں موافقین ہی کے بیان کے مطابق سقم سے خالی نہیں مثلاً تقویۃ الایمان کی طرف سے صفائی دیتے ہوئے ایک صاحب نے یوں تحریر فرمایا ہے کہ :

"اصل میں تقویۃ الایمان وغیرہ کتابوں کے لب ولہجہ میں اس وجہ سے تھوڑی سختی آگئی ہے کہ جس وقت مولوی اسماعیل صاحب نے یہ کتابیں لکھی ہیں اس وقت دہلی اور اطراف دہلی کے مسلمان شرک وبدعت میں مبتلا تھے اور اولیاء وانبیاء کے بارے میں اپنے عقیدوں میں بہت غلو کر گئے تھے۔ چنانچہ لوگ ولیوں کو بڑھا کر نبی بنا دیتے تھے اور نبیوں کو بڑھا کر خدا تک پہنچا دیتے تھے لہذا ایسے غالی اور بد عقیدہ مسلمانوں کی اصلاح ہدایت کے لیے مولوی اسماعیل صاحب اپنی کتابوں میں تلخ کلامی کا شکار ہو گئے۔ یعنی ان کے قلم سے نامناسب الفاظ نکل گئے"۔

اس قسم کا اعتراف بکثرت آپ موافقین کی زبان و قلم سے پائیں گے۔ اس سلسلہ میں آپ کی توجہ ماہنامہ تجلی دیوبند کے پرانے فائلوں کی طرف مبذول کراؤں گا۔

بہر حال تقویۃ الایمان وغیرہ کی عبارتیں حد کفر تک نہ بھی پہنچی ہوں تو کم از کم کتابوں کے موافقین یعنی ان کتابوں کو حقانیت نواز ثابت کرنے والے اتنا تو ضرور تسلیم کرتے ہیں کہ مولوی اسماعیل دہلوی کی یہ کتابیں روح فرسا حد تک سخت بیانی میں ملوث ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ اگر بالفرض مولوی اسماعیل صاحب دہلوی نے دہلی کے بدعتیوں کی بدعات اور غالی مسلمانوں کی گمراہیوں سے کڑھ کر یہ کتابیں لکھیں اور سخت لب ولہجہ اختیار کیا تو انہوں نے یہ ظلم کیوں کیا کہ بجائے اس کے کہ وہ مجرموں کو سزا دیتے، بے خطاؤں کو سزا دینے لگے۔ میری مراد اس سے یہ ہے کہ جو مسلمان بقول دیوبندی وغیر مقلدین حضرات انبیاء کو بڑھا کر خدا تک پہنچاتے تھے اور ولیوں کو اٹھا کر نبیوں کے مقام پر بٹھاتے تھے تو مجرم یہ

مسلمان تھے یا انبیاء واولیاء..... ؟ ظاہر ہے کہ مجرم یہ گمراہ مسلمان تھے نہ کہ انبیاء واولیاء، سزا گمراہ مسلمانوں کو ملنی چاہیے نہ کہ انبیاء واولیاء کو، لیکن آپ تقویۃ الایمان وغیرہ کا مطالعہ کریں گے تو آپ کو یہ حقیقت تسلیم کرنی پڑے گی کہ مولوی اسماعیل نے گمراہ مسلمانوں کی گردن نہیں ماری بلکہ اولیاء وانبیاء پر سب وشتم کیا ہے۔

دراصل مولوی اسماعیل اپنے اصلاحی قدم کے اٹھانے میں اپنے سخت قسم کے غصہ کا شکار تھے، اس لیے انہوں نے مسلمانوں کی اصلاح اس میں سمجھی کہ یہ گمراہ مسلمان انبیاء واولیاء کو جتنا حد سے بڑھا کر گمراہ ہو رہے ہیں لہذا انبیاء واولیاء کو اتنا ہی ان کے مرتبہ سے گراؤ تاکہ مسلمان حد اعتدال پر آجائیں۔ دراصل مولوی اسماعیل کی یہی ناپاک ذہنیت تھی جس نے اپنی کتابوں کے ذریعہ گمراہی کے ایسے ایسے فتنے اٹھائے کہ الامان والحفیظ۔

بعض موافقین نے تقویۃ الایمان کی طرف سے صفائی دیتے ہوئے یہ بات بھی لکھی ہے کہ دراصل کتاب تقویۃ الایمان فارسی زبان میں لکھی گئی تھی۔ بعد میں کسی نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا ہے اس صفائی کا مقصد یہ ہے کہ اصل میں مولوی اسماعیل قصوروار نہیں ہیں بلکہ تقویۃ الایمان کا ترجمہ کرنے والا مجرم ہے۔ یہ بات مولوی عبدالشکور صاحب مرزاپوری نے تقویۃ الایمان کی طرف سے صفائی دینے میں کہی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ تھوڑی دیر کے لیے اگر یہ بات مان لی جائے کہ اصل کتاب تقویۃ الایمان فارسی میں ہے تو یہ فارسی زبان والی تقویۃ الایمان ہندوستان کے کسی بھی گھر میں کوئی بھی ایک نسخہ موجود نہیں ہے اگر ہے تو نکال کر دکھاؤ۔

دوسرے یہ کہ اگر بالفرض یہ تقویۃ الایمان کی بے ہودگیاں اردو ترجمہ کرنے والے کی بے ہودگیاں ہیں تو مولوی عبدالشکور صاحب مرزاپوری کی طرح سب کے سب صفائی دینے والے اس بات کو کیوں نہ ایک زبان ہو کر تسلیم کرلیں کہ یہ اردو تقویۃ الایمان کی بے ہودگیاں ترجمہ کرنے والے کی بے ہودگیاں ہیں نہ کہ مولوی اسماعیل صاحب کی۔

مولوی اسماعیل صاحب نے جہاں اپنی کتابوں کے سلسلہ میں بہت سے ظلم

ڈھائے ہیں وہاں ایک بڑا ظلم یہ کیا ہے کہ وہ آیات قرآنی جو یہودیوں اور نصاریٰ یا بت پرستوں کی مذمت میں نازل ہوئیں ان آیتوں کو مسلمانوں کے کچھ اعمال میں کھینچ تان کر گمراہی کا پہلو نکالا اور پھر بے دھڑک یہود و نصاریٰ اور بت پرستوں کے حق میں نازل شدہ آیات مسلمانوں کے حق میں اپنی کتابوں میں لکھ کر اور نہایت بے باکی کے ساتھ وہ سارے احکام جو یہودیوں وغیرہ کے حق میں ہیں مسلمانوں پر چسپاں کر دیں۔ اس طرح کے وہ مظالم ہیں جن کے تحت مولوی اسماعیل صاحب کی کتابیں مسلمانوں کے حق میں ہلاکو خان بن کر رہ گئیں ہیں۔

(مولانا قاری محمد عثمان صاحب اعظمی)

تقویۃ الایمانی توحید کا تنقیدی جائزہ

ادارۂ پاسبان کے اراکین کو رب کریم دارین میں جزائے خیر عطا فرمائے کہ یہ حضرات عوام اہلسنّت کے ایمان و اعتقاد کے تحفظ کی خاطر وقتاً فوقتاً رسائل و کتب شائع کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ اس حمایت حق کے جذبۂ اخلاص سے سرشار ہو کر مدیر پاسبان علامہ نظامی کا ایک مطبوعہ خط مع ایک فہرست خاکسار کے نام پہونچا جس میں ماہنامہ "پاسبان" کے "عقائد نمبر" کے لیے قلم کاروں کے نام اور ان کے عنوانات تحریر متعین ہیں۔ میرے لیے عنوان تحریر "تقویۃ الایمانی توحید کا تنقیدی جائزہ" منتخب کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کسی سنی اہل قلم کے لیے اس موضوع پر کچھ لکھ دینا کوئی مشکل امر نہیں کیونکہ مذہبیت کی تاریخ میں "تقویۃ الایمان" سے زیادہ بے سروپا، غلط اور من گھڑت شاید ہی کوئی کتاب لکھی گئی ہو۔ حق تو یہ ہے کہ اس تصنیف کثیف کو سرچشمۂ ضلالت ہونے کی وجہ سے دنیائے وہابیت میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اسی لیے اس کتاب کے رد میں اکابر علماء اہل سنت اس قدر لٹریچر فراہم کر

رہے ہیں کہ دنیا میں کسی غلط کتاب کے کسی زمانے میں بھی شاید ہی اتنا رد لکھا گیا ہو۔ میری دانست میں "تقویۃ الایمان" کی رد میں جتنی بھی کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں حضرت صدر الافاضل قدس سرہ العزیز مراد آبادی کی تصنیف لطیف "الطیب البیان" سب سے عمدہ اور جامع رد ہے۔ جس پر اضافہ کی امید نہیں کی جاسکتی ہے۔ ساتھ ہی حضرت امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی "تقویۃ الایمان"، "تذکیر الاخوان"، "صراط مستقیم" اور اس قبیل کی دیگر کتابوں کا رد اپنی بیشتر تصانیف کے ذریعہ اتنے شاندار اور سہل انداز میں لکھ دیا ہے کہ علمائے متاخرین کو کوئی وقت اور عرق ریزی کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اعلیٰ حضرت نے اپنے جن متعدد رسائل میں "تقویۃ الایمان" کے ہذیانی مصنف کی مجنونانہ عبارتوں کی دھجیاں بکھیری ہیں۔ ان میں "الامن والعلی"، "الکوکبۃ الشھابیہ" اور "سل السیوف الھندیہ" وغیرہ کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

بہر حال میں چاہتا ہوں کہ نہایت ایجاز و اختصار کے ساتھ "تقویۃ الایمانی" دعویٰ توحید اور ان دعووں پر اس کے قرآنی دلائل کا تجزیہ کر کے ایمان و سلامتی کی راہ نکالنے کی کوشش کروں۔ اللھم ھدایت الحق و الصواب۔

"تقویۃ الایمان" مطبوعہ کتب خانہ اعزازیہ صفحہ ۵ کا پہلا باب توحید و شرک کے بیان میں ہے۔ اس داستان کا آغاز اس طرح ہوتا ہے:

> اول سننا چاہیے کہ شرک لوگوں میں بہت پھیل رہا ہے اور اصل توحید نایاب مگر اکثر لوگ شرک و توحید کے معنی نہیں سمجھتے اور ایمان کا دعویٰ رکھتے ہیں حالانکہ شرک میں گرفتار ہیں"۔

اس عبارت کے تیور ملاحظہ فرمائیے۔ سامع پر ایک ضرب پڑتی ہے۔ قاری کے ذہن پر یہ اثر مرتب ہوتا ہے کہ آج مصنف کتاب شرک و توحید کا معنی سمجھا کر ہی رہے گا۔ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کر دے گا مگر افسوس: ؎

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

کے بموجب شرک و توحید کے معنی کی وضاحت تو کجا اپنی دیرینہ عادت یاوہ گوئی کے سوا کوئی باوزن اور مدلل بات نہیں کہہ سکا...... اب دوسرا نمونہ دیکھئے :

"سو اول معنی شرک اور توحید کا سمجھنا چاہیے تا برائی اور بھلائی ان کی قرآن و حدیث سے معلوم ہو "

یہاں بھی شرک و توحید کی وضاحت نہیں ہو سکی۔ لغوی و شرعی کوئی معنی بیان نہیں کیا گیا اور محض "سمجھنا چاہیے" کہہ کر آگے بڑھ گئے...... تیسرا نمونہ ملاحظہ ہو :

سننا چاہیے کہ اکثر لوگ پیروں کو اور پیغمبروں کو اور اماموں کو اور شہیدوں کو اور فرشتوں کو اور پریوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں۔ غرض یہ کہ جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کرتے ہیں سو وہ سب کچھ یہ جھوٹے مسلمان انبیاء اور اولیاء سے اور اماموں اور شہیدوں سے اور فرشتوں اور پریوں سے کر گزرتے ہیں اور دعویٰ مسلمانی کا کیے جاتے ہیں...... سبحان اللہ ! یہ منہ اور یہ دعویٰ سچ فرمایا ہے اللہ صاحب نے سورۂ یوسف میں مَا یُؤمِنُ اَکثَرُھُم بِاللّٰہِ اِلاَّ وَ ھُم مُّشرِکُونَ (ترجمہ) اور نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر کہ شرک کرتے ہیں۔ یعنی اکثر لوگ جو دعویٰ ایمان کا رکھتے ہیں سو وہ شرک میں گرفتار ہیں"

سطور بالا پر محض ایک طائرانہ نظر ڈالیے اور مسلمانوں کو جھوٹا مسلمان کہنے والے اس جھوٹے سے پوچھئے کہ ہندو تو اپنے بتوں کو معبود سمجھ کر سر اطاعت خم کرتے ہیں اور ان سے عقیدت و نیاز مندی کا اظہار کرتے ہیں۔ کیا مسلمان بھی اپنے انبیاء ، اولیاء ، آئمہ ، شہداء ، فرشتوں اور پیروں کو انہیں کافروں کی طرح معبود و مسجود سمجھتے ہیں اور ان کی ربوبیت و الوہیت کا صنم تراش کر اپنی آستینوں میں چھپائے پھرتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو مصنف تقویۃ الایمان شاہ اسماعیل دہلوی پر لازم تھا کہ وہ دلائل و شواہد کی روشنی میں گفتگو کرتے کہ فلاں فلاں مقام کے فلاں فلاں مسلمان پیر و پیغمبر کی الوہیت کے قابل ہیں اور جب حقیقت حال یہ

نہیں ہے اور ہرگز نہیں ہے تو پھر مصنف کا استدلال شدید غلط فہمی اور سنگین ضلالت پر مبنی نہیں تو اور کیا ہے...... ؟

پھر مزید دیدہ دلیری یہ دیکھئے کہ اپنے مغالطائی استدلال کے لیے انہوں نے سورۂ یوسف کی آیت پاک...... وَ مَا یُؤمِنُ اَکثَرُھُم بِاللّٰہِ اِلاَّ وَھُم مُّشرِکُون...... نقل کی جس کا ترجمہ تک صحیح نہیں کر سکے۔ ان کا ترجمہ ہے......"اور نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر کہ شرک کرتے ہیں"......اس لاغی مصنف کے نزدیک گویا یہ آیت جس وقت نازل ہوئی اس وقت کے مسلمان "یا غوث، یا خواجہ، یا علی، یا حسین، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نعرۂ مستانہ مارتے تھے۔ انہیں کو مشرک کہنے کے لیے یہ آیت اُتری ہے۔ حالانکہ یہ آیت جس وقت اُتری ہر طرف لات و عزیٰ کی خدائی کا دور دورہ تھا۔ کفار مکہ اللہ کے وجود پر یقین ضرور رکھتے تھے مگر اس کے ساتھ ساتھ وہ خود تراشیدہ خداوندان باطل کو بھی اللہ تعالیٰ کی الوہیت میں شریک گردانتے تھے۔ اس جگہ ...... مَا یُؤمِنُ...... ایمان شرعی کے معنی میں مستعمل نہیں ہے بلکہ ایمان لغوی کے معنی میں مستعمل ہوا ہے۔ ایمان کے لغوی معنی کسی چیز کا یقین رکھنا ہے اور بلاشبہ اہل مکہ وجود باری تعالیٰ پر ایمان رکھتے تھے مگر اس کے ساتھ اپنے بے شمار چھوٹے بڑے معبودوں کو بھی اللہ کی الوہیت میں شریک سمجھتے تھے۔ اسی حقیقت حقہ کے اظہار کے لیے ارشاد خداوندی ہے کہ :

"کافروں میں اکثر آدمی اللہ کا یقین نہیں رکھتے مگر اس حال میں کہ شرک کرتے ہیں "

میرے اس نظریے کی تصدیق مزید کے لیے جلالین کی یہ عبارت ملاحظہ ہو :

و ما اکثر الناس (ای اهل مکة) وَلَو حَرَصتَ عَلٰی اِیمَانِھِم بِمُؤمِنِینَ

اور نہیں ہیں اکثر آدمی یعنی اہل مکہ ایمان لانے والے اگرچہ اے حبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ کو ان مکیوں کے ایمان لے آنے کی شدید بے تابی و قلبی خواہش ہے۔

اسی آیت کریمہ کے تھوڑے فاصلے پر وہ آیت ہے جس کو صاحب " تقویۃ الایمان " نے

مسلمانوں کو مشرک بنانے کے لیے نقل کی ہے اور اس کا غلط من گھڑت ترجمہ بھی کیا ہے جس کے ثبوت میں جلالین شریف کی تفسیری عبارت نقل کی جاتی ہے :

مَا یُؤمِنُ اَکْثَرُھُمْ بِاللّٰہِ حَیْث یقرون بانه الخالق الرزاق لا و هم مشرکون به بعبادة للاصنام و لذا کانو یقولون فی تلبیتهم لبیك لبیك لا شریك لك لبیك لا شریك لك الا شریکا هو لك تملکه و ما ملکه یعنونها

"بت پرستوں کی غالب اکثریت اللہ تعالیٰ کی خالقیت ورزاقیت کا اقرار تو ضرور کرتی ہے مگر اس کے ساتھ دوسروں کو بھی خدا کی خدائی میں شریک کر لیتی ہے اور اس شرک کی صورت یہ ہے کہ وہ اصنام کی پرستش کرتے ہیں۔ اسی لیے کفار مکہ ایام جاہلیت میں حج کے مواقع پر اپنے تلبیہہ میں کہتے تھے "اے رب میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، اے خدا میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں مگر وہ شریک جو تیرے لیے مخصوص ہیں تو ان شریکوں کا مالک ہے اور ان چیزوں کا بھی جس کے وہ مالک ہیں "۔

ظاہر ہے کہ کفار کی مراد ان شریکوں سے بت ہوتی ہے۔ اس دوٹوک اور غیر مبہم حقیقت کے باوجود صاحب "تقویۃ الایمان" نے کس ڈھٹائی اور ناروا جسارت سے کام لے کر مسلمانوں کو مشرک بنانے کے لیے قرآن پاک کی آیت کا من گھڑت ترجمہ کر کے شرک کو مسلمانوں پر منطبق کر دیا۔ خداوند کریم ایسے ناخداترسوں کے مکر و فریب سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ آمین

اب صاحب تقویۃ الایمان کی حسب ذیل عبارت پڑھیے اور اس محولہ آیات قرآنی کی صحت کا دلچسپ منظر دیکھیے اور مصنف کے جذبہ تحریف کی داد دیجئے :

"رسول کا کلام تحقیق کر لیتے تو سمجھ لیتے کہ پیغمبر خدا ﷺ کے سامنے بھی کافر لوگ ایسے ہی باتیں کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی ایک نہ مانی اور ان پر غصہ کیا اور ان کو جھوٹا بتایا چنانچہ سورۃ یوسف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے : یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَضُرُّھُمْ وَ لَا یَنْفَعُھُمْ وَ

یَقُوْلُوْنَ ھٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰہِ ط قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰہَ بِمَا لَا یَعْلَمُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِی الْاَرْضِ سُبْحٰنَہٗ وَ تَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ط

(تقویۃ الایمان، مطبوعہ کتب خانہ اعزازیہ دیوبند صفحہ ۶)

ہم پوری دنیائے وہابیت کو چیلنج کرتے ہیں کہ آیت بالا سورۂ یوسف میں دکھا دے تو جانیں جو شخص نقل حوالہ میں اتنی غیر ذمہ دارانہ ذہنیت کو راہ دے سکتا ہے اس سے بیان مطالب اور استنباط نتائج میں کسی دیانت کی کب امید کی جا سکتی ہے ؟ بہر حال یہ آیت پاک سورۂ یونس میں ہے جس کا ترجمہ درج ذیل ہے :

"اور اللہ کے سوا ایسی چیز (یعنی) بتوں کو پوجتے ہیں جو ان کا کچھ بھلا نہ کرے اور نہ کچھ ضرر پہونچائے اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے یہاں ہمارے سفارشی ہیں یعنی دنیوی امور میں۔ کیونکہ مرنے کے بعد آخرت میں اٹھنے کا تو وہ اعتقاد ہی نہیں رکھتے۔ تم فرماؤ کیا اللہ کو وہ بات بتاتے ہو جو اس کے علم میں نہ آسمانوں میں ہے نہ زمین میں۔ یعنی اس کا وجود ہی نہیں۔ کیونکہ ہر چیز جو موجود ہے وہ ضرور اس کے علم میں ہے اسے پاکی اور برتری ہے ان کے شرک سے "۔

قارئین کرام!

اسماعیل دہلوی نے اپنے گمراہ کن خیالات کے اثبات میں مرقومہ بالا آیات کو پیش کیا ہے......ع۔

بہ بیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا...... دعویٰ و دلیل میں مطلق کوئی ہم آہنگی اور مطابقت موجود نہیں...... دعویٰ کچھ دلیل کچھ...... ایسے میں نتیجہ سوائے گمراہی کے اور کیا ہاتھ آئے گا۔

اسی طرح دعویٰ اور دلیل میں اجنبیت کا دوسرا تماشا صفحہ ۱۹ پر ملاحظہ فرمایئے :۔

" وَ قَالَ اللّٰہ تعالیٰ ...... وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَہٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَ ھُمْ عَنْ دُعَآئِھِمْ غٰفِلُوْنَ ۝ " (پ۲۶، سورۂ احقاف)

اسماعیل صاحب ترجمہ فرماتے ہیں :

"اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے یعنی سورۂ احقاف میں اور کون زیادہ گمراہ ہوگا اس شخص سے کہ پکارتا ہے ورے اللہ سے ان لوگوں کو کہ نہ قبول کریں گے اس کی بات قیامت کے دن تک اور وہ اس کے پکارنے سے غافل ہیں "۔

اس کے بعد (ف) دے کر اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں :

"یعنی شرک کرنے والے بڑے احمق ہیں کہ اللہ سے قادر و علیم کو چھوڑ کر اوروں کو پکارتے ہیں کہ اول تو ان کا پکارنا سنتے ہی نہیں اور دوسرے کچھ قدرت نہیں رکھتے۔ اگر کوئی قیامت تک ان کو پکارے تو وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ جو بعضے لوگ اگلے بزرگوں کو دور دور سے پکارتے ہیں اور اتنا ہی کہتے ہیں یا حضرت تم اللہ کی جناب میں دعاء کرو کہ وہ اپنی قدرت سے ہماری حاجت روا کرے اور پھر یوں سمجھتے ہیں کہ ہم نے کچھ شرک نہیں کیا۔ اس واسطے کہ ان سے حاجت نہیں مانگی بلکہ دعاء کروائی ہے سو یہ بات غلط ہے اس واسطے کہ گو اس مانگنے کی راہ سے شرک ثابت نہیں ہوتا لیکن پکارنے کی راہ سے ثابت ہو جاتا ہے کہ ان کو ایسا سمجھو کہ دور سے اور نزدیک سے برابر سن لیتے ہیں جبھی ان کو اس طرح سے پکارا اور حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے کہ جو اللہ کے ورے ہیں یعنی مخلوق سو وہ ان پکارنے والوں کے پکارنے سے غافل ہیں "۔

آیت بالا کی غلط تشریح و توضیح سے قطع نظر خود اس کے دو لفظوں کے ترجمے میں مصنف کی فکر و فہم نے سخت ٹھوکر کھائی ہے۔ مفسرین سلف سے لے کر آج تک کسی کی کتاب سے اس ترجمے کی تائید و توثیق نہیں ہوتی ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں سے سنیت و وہابیت میں وسیع خلیج پیدا ہو جاتی ہے...... بہر کیف وہ دو الفاظ " مِمَّنْ یَّدْعُوْا" اور " مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ" ہیں۔ اسماعیل نے " یَدْعُوْا" کا ترجمہ "پکارتا ہے" کیا ہے حالانکہ قرآن پاک میں اس جگہ اور عام طور

سے ہر جگہ " یَدْعُوْا" کا ترجمہ " یَعْبُدُوْا" کیا گیا ہے اور " یَدْعُوْنَ یَعْبُدُوْنَ" کے معنی میں آئے ہیں جس کا بالترتیب ترجمہ ہوگا "عبادت کرتا ہے، پوجتا ہے" یا "عبادت کریں اور پوجیں"۔

پھر " مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ " کا ترجمہ اسماعیل دہلوی نے "مخلوق" کیا ہے جبکہ تمام کتب معتبرہ اور مستند تفاسیر میں اس کا ترجمہ اصنام و اوثان کیا گیا ہے۔ اگر اسماعیل نے مخلوق کی بجائے بت مراد لیا ہوتا تو یقیناً شرک امور عامہ کی صف میں داخل نہیں ہوتا اور " یَدْعُوْا" کا ترجمہ "پکارتا ہے" ہی کرتے تو بھی شرک کے شرارے ان کی آنکھوں میں اس قدر چکا چوند پیدا نہیں کرتے۔ اور آیت کا صحیح ترجمہ "اور کون زیادہ گمراہ ہوگا اس شخص سے جو پوجتا ہے بتوں کو اور بت ان کی اس عبادت سے غافل ہیں اور بت قیامت تک ان کی اس پرستش کا جواب نہیں دے سکتے" کر کے قرآن مجید میں تحریف معنوی سے یہاں بچ جاتے۔

یہ میرا دعویٰ محض نہیں بلکہ اس کے بعد کی آیتیں شاہد عدل ہیں کہ آیت زیر بحث میں دعا بہ معنی عبادت ہے۔ چنانچہ آیات بالا سے متصل ہی یہ آیت ہے :

" وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ کَانُوْا لَھُمْ اَعْدَآءً وَّ کَانُوْا بِعِبَادَتِھِمْ کَافِرِیْنَ"

پوری آیت کا ترجمہ یہ ہوا کہ :

"اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو ایسوں کو پوجے جو قیامت تک نہ سنے اور انہیں ان کے پوجے جانے کی خبر تک نہیں اور جب لوگوں کا حشر ہوگا تو بت اپنے پرستاروں کے دشمن ہوں گے اور ان کی عبادت و پوجا کے منکر ہوں گے "۔

دیکھئے آیت کے شروع میں " یَدْعُوْا" ہے اور آیت کے آخر میں عبادت ہے۔ گویا عبادت سے " یَدْعُوْا" کی تفسیر فرما دی گئی...... اس صحیح مطلب کی توثیق مزید کے طور پر جلالین کی یہ عبارت ملاحظہ فرمائیں :

" و من استفهام بمعنى النفى اى لا احد اضل ممن يدعوا يعبد من دون الله اى غيره من لا يستجيب له الى يوم القيمه و هم الاصنام لا يجيبون عابديهم

الی شیء لیسألونه ابدا و هم عن دعائهم عبادتهم غفلون لانهم جهاد لا یعقلون و اذا حشر الناس کانوا ای الاصنام لهم لعابدیهم اعداء و کانو بعبادتهم بعبادت عابدیهم کفرین جاحدین"

دیکھئے یہاں" یَدْعُوْا" کا ترجمہ "یَعْبُدُ"،" مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ" سے مراد اللہ کے سوا یعنی "اصنام" اور "دعاء" کی تفسیر عبادت کی گئی ہے۔

سورۂ احقاف ہی میں اس آیت سے کچھ پہلے ارشاد ربانی ہے...... تفسیر جلالین کے حوالے سے ملاحظہ ہو :

قل ارأیتم اخبرونی ما تدعون تعبدون من دون الله ای الاصنام مفعول اول اورونی اخبرونی تاکید ما ذا خلقوا مفعول ثانی من الارض بیان ام لهم شرك مشارکة فی السموت مع الله ام بمعنی همزة انکار ایتونی بکتاب منزل من قبل هذا القرآن او اثره بقیه من علم یوثر عن الاولین بصحة دعواکم فی الاصنام انها تقرب الی الله ان کنتم صدقین فی دعوایکم

یہاں بھی دیکھئے "یَدْعُوْنَ" کی تفسیر "تَعْبُدُوْنَ" اور "مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ" کی تفسیر اصنام سے کی گئی ہے اگر اسماعیل نے یہی راہ صواب اختیار کیا ہوتا تو ہرگز دنیائے وہابیت میں شرک کی اتنی گرم بازاری نہ ہوتی اور نہ خود تقویۃ الایمان کی تصنیف کی حاجت ہوتی۔

واقعہ یہ ہے کہ اللہ کے ماسوا مخلوق میں کسی کو معبود سمجھ کر پوجا جائے یا اس سے عقیدت و نیاز مندی کا اظہار کیا جائے یقیناً وہ شرک ہوگا اور اس شرک میں زمین، آسمان، جن، فرشتہ، ذی روح، غیر ذی روح، دریا، پہاڑ، درخت، چاند، سورج، مردہ، زندہ، ولی، نبی سب برابر ہیں...... لیکن اللہ کے کسی بندۂ مقبول انبیاء و اولیاء سے اس عقیدت کے ساتھ کہ یہ حضرات اللہ کی بخشی ہوئی طاقت و قدرت سے بہرہ ور ہیں۔ استعانت کرنا، اپنی حاجتیں پیش کرنا، ان کے نام سے عرفی منت ماننا، ان کی دہائی دینا، انہیں پکارنا اور ان کی تعظیم و تکریم کرنا ہرگز ہرگز شرک نہیں بلکہ فی نفسہ بالکل جائز و مستحسن ہیں۔ ہاں ان میں سے کسی کو خدا سمجھ کر

اپنا شفیع و وکیل اور کارساز حقیقی ماننا یقیناً شرک ہے اور قرآن پاک میں جا بجا اس مشرکانہ ذہنیت کی مذمت کی گئی ہے اور بت پرستوں کے اسی مزعومہ شفیع اور ولی کا انکار کیا گیا ہے لیکن انصاف شرط ہے۔ کیا دنیا کے کسی مسلمان نے کسی بھی پیر و پیغمبر کو معبود سمجھ کر اپنی مشکل گھڑیوں میں پکارا ہے...... ؟ جب حقیقت حال یہ نہیں تو پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ مصنف تقویۃ الایمان کیوں اس قدر شرک کے آزار میں مبتلا ہیں۔

بہر حال تفسیر قرآن کے سلسلے میں مفسرین ایک اصول یہ بیان کرتے ہیں کہ بعض آیتیں بعض آیتوں کی تفسیریں ہوتی ہیں۔ یہی حال ما نحن فیه کا ہے قرآن حکیم نے کسی جگہ " وَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ " کہا ہے تو کہیں ارشاد فرمایا ہے " فَلاَ اَعْبُدُ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰه" اے غیره و هو الاصنام لشککم فیه ولکن اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِی یَتَوَفّٰکُمْ بقبض ارواحکم (سورۂ یونس بحوالۂ جلالین) اسی مقام پر تھوڑی دور کے بعد ارشاد خداوندی ہے :

" وَ لاَ تَدْعُ تَعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰه مَا لاَ یَنْفَعُكَ ان اعبدتّه' وَ لاَ یَضُرُّكَ ان لم تعبده" (جلالین)

غور فرمایئے اسی سورہ میں ایک جگہ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فرمایا گیا ہے اور یہیں ذرا ہٹ کر وَ لاَ تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فرمایا گیا ہے گویا تَدْعُ، تَعْبُدُ کے معنی میں ہے اور تَدْعُوْنَ تَعْبُدُوْنَ کے ہم معنی ہے۔ اس سیاق نظم قرآنی کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ کہنا نامناسب نہیں کہ بالعموم تَدْعُوْنَ تَعْبُدُوْنَ کے مترادف ہے ہاں کچھ ایسے مقامات ضرور ہیں جہاں تَدْعُ وَ تَدْعُوْنَ پکارنے کے لغوی معنی میں مستعمل ہوئے ہیں اسی طرح غالب و اکثر مواقع پر مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اصنام و اوثان کے معنی میں آئے ہیں لیکن بعض مقامات پر مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اپنے عام لغوی معنی میں مستعمل ہوا ہے جس کے تعین و تشخیص کی ضمانت تفاسیر معتبرہ ہیں انہیں کی روشنی میں چند ایسے مقامات کی نشاندہی کی جاتی ہے جس سے یہ حقیقت واضح تر ہو جائے گی۔

حبیب نجار نے اپنی قوم کو جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَ مَا لِیَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً اِنْ یُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّیْ شَفَاعَتُهُمْ شَیْئًا وَّ لَا یُنْقِذُوْنِ ۝

ترجمہ: "اور مجھے کیا ہے کہ اس کی بندگی نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا اور اسی کی طرف تمہیں پلٹنا ہے کیا اللہ کے سوا اور خدا ٹھہراؤں یعنی بتوں کو معبود بناؤں کہ اگر رحمٰن میرا کچھ برا چاہے تو ان بتوں کی سفارش میرے کچھ کام نہ آئے اور نہ وہ بت مجھے بچا سکیں"۔ (سورۂ یاسین شریف، پ ۲۳)

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ نے ان بت پرستوں اور مشرکوں کا رد فرمایا ہے جو بتوں کو اپنا معبود نجات دہندہ اور سفارشی سمجھتے تھے پھر لطف یہ ہے کہ یہ بت بھی خود ان بت پرستوں کے ہاتھوں کے تراشیدہ ہیں جو بالکل جامد و لایعقل ہیں جو خود عاجز و مجبور ہو وہ دوسروں کو کیا نفع پہنچا سکتا ہے۔

یہ آیت اور اس قبیل کی دیگر آیتیں جو بتوں اور بت پرستوں کے رد میں نازل ہوئی ہیں ان کا مسلمانوں کے خالص مومنانہ عقائد سے کیا رشتہ! مگر تقویۃ الایمان کے ناعاقبت اندیش مصنف نے ان تمام آیات کو مسلمانوں پر چسپاں کر کے شرک کا پرچم دنیائے وہابیت میں لہرا دیا ہے اور آج اسی کے سائے میں ان کی پوری ذریت معنوی رواں دواں ہے۔ بھلا سوچنے کی بات ہے کہ انبیاء، اولیاء، شہداء و صالحین جنہیں خدائے قادر و قیوم نے بے شمار انعامات واکرامات سے نوازا ہے اور جنہیں روحانی تصرفات سے متصف فرمایا ہے یہی نہیں ان بندگان مقرب کو اللہ نے اپنی نشانیاں اور اسلام کی صداقت کی دلیلیں قرار دی ہیں۔ ان سب بزرگوں کو بتوں کی صف میں لا کھڑا کرنا اور ان کے نیاز مندوں کو بت پرستوں اور مشرکوں کے زمرہ میں داخل کرنا کتنی صریح بددیانتی اور سنگین ضلالت ہے۔ مولوی اسماعیل دہلوی اور ان کے پیش رو آئمہ کفر و ضلالت نے انبیاء و مرسلین اور اولیاء و مشائخین کے دامان تقدس کو جس طرح تار تار کرنے کی مذموم کوشش کی ہے آج بھی ان کے کچھ مقلدین اسی تیرہ و تاریک

راہ پر گامزن نظر آرہے ہیں۔ مولائے کریم ہر مسلمان کو ان کے مکر و شر سے محفوظ رکھے۔

۲۔ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ یُنْصَرُوْنَ ۝ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ۝ (سورۂ یاسین شریف پ ۲۳، رکوع ۴)

اس آیت پاک کا مطلب خیز ترجمہ یہ ہے کہ:

"اور انہوں نے اللہ کے سوا اور خدا ٹھہرا لیے یعنی بتوں کو پوجنے لگے کہ شاید ان کی مدد ہو اور مصیبت کے وقت کام آئیں اور عذاب سے بچائیں اور ایسا ممکن نہیں وہ ان کی مدد نہیں کر سکتے کیونکہ بت، جماد، بے جان اور عاجز ہیں اور ان کے سب لشکر گرفتار حاضر آئیں گے یعنی کافروں کے ساتھ ان کے بت بھی گرفتار کر کے حاضر کیے جائیں گے اور سب جہنم میں داخل ہوں گے، بت بھی اور ان کے بھی۔

۳۔ اُحْشُرُوا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَ اَزْوَاجَهُمْ وَ مَا كَانُوْا یَعْبُدُوْنَ ۝ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰی صِرَاطِ الْجَحِیْمِ ۝ (سورۂ الصفت پ ۲۳، رکوع ۱)

یہاں ارشاد ربانی یہ ہے کہ: ہانکو...... ! ظالموں اور ان کے جوڑوں کو ("ظالموں" سے مراد "کافر" ہیں اور ان کے "جوڑوں" سے مراد ان کے شیطان ہیں جو دنیا میں ان کے جلیس و قرین رہتے تھے۔ ہر ایک کافر اپنے شیاطین کے ساتھ ایک ہی زنجیر میں جکڑ دیا جائے گا) اور جو کچھ وہ پوجتے تھے۔ اللہ کے سوا بتوں کو ان سب کو راہ دوزخ کی طرف ہانکو۔

یہاں بھی بتوں کی معبودیت کے اعتقاد کا اللہ تعالیٰ نے رد فرمایا ہے۔ اس آیت کو مسلمانوں کے بزرگوں کے ساتھ نیاز مندانہ طرز فکر سے کوئی نسبت نہیں۔

۴۔ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّ تَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِیْنَ ۝ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَ رَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِیْنَ ۝ (سورۂ الصفت پ ۲۳، رکوع ۳)

ترجمہ: "اور جب حضرت الیاس نے اپنی قوم سے فرمایا کیا تم ڈرتے نہیں اور تمہیں اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں کہ بعل بت کو پوجتے ہو (بعل ان کے بت کا نام تھا

جو سونے کا تھا اس کی لمبائی بیس گز تھی چار موتھ تھے اس کی بہت تعظیم کرتے تھے جس مقام پر وہ تھا اس جگہ کا نام بک تھا اسی لیے بعلبک مرکب ہوا۔ یہ بلاد شام میں ہے) اور چھوڑتے ہو سب سے اچھا پیدا کرنے والے کو جو تمہارے اور تمہارے اگلے آباؤ اجداد کا رب ہے"۔

۵۔ وَ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى

(سورۃ الزمر پ ۲۳، رکوع ۱)

ترجمہ: اور جنہوں نے اس کے سوا اور والی بنائے یعنی معبود ٹھہرا لیے (مراد ان لوگوں سے بت پرست ہیں) کہتے ہیں یہ تو انہیں یعنی انھیں بتوں کو صرف اتنی بات کے لیے پوجتے ہیں یہ ہمیں اللہ کے نزدیک کر دیں۔

اس آیت کریمہ کو صاحب تقویۃ الایمان نے بھی نقل کیا ہے اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ آیت کھلے طور پر بت پرستوں کے عقیدے کے رد کے لیے اُتری ہے زبردستی مسلمانوں پر منطبق کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں کافروں کے اس جھوٹے عذر کا رد کیا ہے کہ ہم تو غیر خدا کی پرستش اس لیے کرتے ہیں کہ یہ بت جو ہمارے اولیاء ہیں وہ ہمیں اللہ کے نزدیک کر دیں گے حالانکہ اللہ سے نصرت حاصل کرنے کے لیے کسی اور کو خدا بنانا اور اس کو پوجنا بالکل لغو اور شرارت کی باتیں ہیں۔

۶۔ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ

تم فرماؤ میں اللہ ہی کو پوجتا ہوں خالص اس کا بندہ ہو کر تو تم اس کے سوا جسے چاہو پوجو۔ (سورۂ زمر پ ۲۳)

اس آیت مقدسہ میں اللہ عزوجل عبادت کا اختصاص صرف اپنی ذات کریم کے لیے فرما رہا ہے اس لیے اپنے مومن بندوں کو ارشاد فرماتا ہے کہ اعلان کر دو میں صرف خدا کی عبادت کرتا ہوں اور کفار کو بطور تہدید و توبیخ کہہ دو کہ تم اللہ کے سوا جسے چاہو پوجو۔ اس کا انجام تم کو قیامت کے دن معلوم ہو جائے گا۔ یہاں اعلان عام ہے اللہ کے سوا نبی، ولی، پیغمبر،

فرشتے، درخت، پتھر، مردے، زندے، دریا، پہاڑ جس کی بھی پوجا کی جائے گی اور اس کو مستحق عبادت سمجھا جائے گا اور اس کو واجب الوجود اور قدیم تسلیم کیا جائے گا تو یقیناً کافر و مشرک ہو جائے گا۔ اور اگر واجب الوجود اور مستحق عبادت کا اعتقاد کسی کے لیے نہ ہو بلکہ صرف اللہ ہی کی دی ہوئی طاقت سے بہرہ ور سمجھ کر اللہ کے مقرب بندوں سے استعانت کی جائے تو یہ بالکل جائز اور خالص دائرہ توحید کے اندر ہے اور اس اعتقاد کو شرک سے کوئی نسبت و لگاؤ نہ کبھی تھا اور نہ کبھی ہوگا۔

مختصر یہ کہ بلا دلیل شرعی کسی گناہ کی نسبت کسی مسلمان کی طرف کرنا شریعت میں حرام ہے۔ چہ جائیکہ مسلمانوں کے سر غیر اللہ کی پرستش کا الزام ڈال کر مشرک قرار دینا۔ اشد گناہ اور سنگین جرم ہے۔ امام الوہابیہ فی الہند مولوی اسماعیل دہلوی اور ان کے حوارین صبح قیامت تک ثابت نہیں کر سکتے کہ مسلمانان اللہ کے سوا کسی بزرگ و برتر ہستی کے بارے میں مشرکانہ عقائد کے حامل ہیں انہیں مستحق عبادت اور واجب الوجود سمجھتے ہیں۔ کتب عقائد میں شرک کی یہی تعریف کی گئی ہے کہ کسی انسان کے مشرک ہونے کی دو ہی صورتیں ہیں۔ غیر خدا کو لائق عبادت جاننا خواہ اس کی عبادت کرے یا نہ کرے۔ دوسرے کسی کو خدا کی ذات یا صفات میں شریک سمجھنا۔ اور جب مسلمانوں کا اعتقاد کسی کے بارے میں یہ نہیں ہے تو پھر اس کے ہر کام پر کفر و شرک کا فتویٰ صادر کرنا اسی کا کام ہوگا۔ جو مسلمانوں کو کافر و مشرک بنانے کا شوقین ہو۔

مصنف تقویۃ الایمان نے اپنے خیالات فاسدہ کی تائید میں جن آیتوں کو مستدلہ مان کر غلط تعبیر و توضیح کی تھی ان کا تفصیلی جائزہ سطور بالا میں پیش کر دیا گیا ہے جو کچھ طویل ہو گئے ہیں کچھ ان حدیثوں پر بھی اظہار خیال ضروری تھا جن کو اسماعیل دہلوی نے غلط طور پر شرک کے معنی میں مستعمل کیا ہے۔ مثلاً فصل اشراك فى العلم و اشراك فى العبادة وغیرہ ان فصلوں میں بار بار ایک ہی خیال کی تکرار کی گئی ہے۔ خوف طوالت عناں گیر نہ ہوتا تو

ثابت کر دیا جاتا کہ ان کے دعوے اور ان منقولہ حدیثوں میں کوئی نسبت نہیں۔ مصنف نے یہاں بھی استنباط نتائج میں سخت ٹھوکر کھائی ہے۔ ان شاء اللہ آئندہ حسب موقع اس کی دوسری قسط پیش کی جائے گی۔

و ما علینا الا البلاغ

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا و ھب لنا من لدنك رحمه

انك انت الوھاب ○

والسلام علی من اتبع الھدی

(مولانا سید الزماں صاحب مظفرپوری)

امکان کذب کا فتنہ

جھوٹ ایک ایسا عیب ہے جس سے سب ہی لوگ نفرت کرتے ہیں یہاں تک کہ خود جھوٹا آدمی بھی جھوٹ کو برا ہی جانتا ہے چنانچہ اگر بھری محفل میں اس کا جھوٹا ہونا ظاہر کر دیا جائے تو وہ چڑھے گا، جھنجلائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹ بولنا بڑا چھچھورا کام ہے لیکن محترم قارئین کو یہ جان کر سخت حیرت ہوگی کہ وہابی مذہب نے سبوح قدوس رب العزۃ جل شانہ کے حق میں جھوٹ بولنا جائز قرار دیا ہے۔

امکان کذب الٰہی کا فتنہ سب سے پہلے ملائے دہلوی مولوی اسماعیل نے ایک اعتراض کے جواب میں کھڑا کیا۔ واقعہ یوں ہے کہ قدیم زمانے سے مسلمانوں کا یہ اعتقاد چلا آ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے سرکار مصطفیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بے مثل پیدا فرمایا ہے۔ حضور کا مثل ہونا محال ہے۔ مولوی اسماعیل دہلوی نے اس اعتقاد کی مخالفت کرتے ہوئے یہ نیا عقیدہ پیدا کیا کہ سرکار مصطفیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے مثل نہیں بلکہ سرکار

جیسے سینکڑوں محمد پیدا ہو سکتے ہیں۔ اس پر اس زمانے کے علمائے اسلام نے اعتراض کیا کہ حضور کا مثل کیوں کر ممکن ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے حق میں فرمادیا ہے کہ :

وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

یعنی پیارے مصطفیٰ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں

"تو اب حضور کا مثل ہرگز ممکن نہیں"

توضیح اس مقام کی یہ ہے کہ ختم نبوت کا وصف شرکت قبول کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا جس کا معنی یہ ہے کہ آخری نبی صرف ایک ہی شخص ہو سکتا ہے کسی دوسرے کا آخری نبی ہونا عقلاً محال بالذات ہے اب رہی یہ بات کہ وہ ایک شخص کون ہے جس کو ختم نبوت کا تاج پہنایا گیا تو اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے خبر دی کہ وہ ایک شخص پیارے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں جنہیں آخری نبی بنایا گیا تو خود رب العزۃ جل جلالہ نے حضور کو خاتم النبیین کہہ کر خبر دے دی کہ میرے مصطفیٰ کا مثل ممکن نہیں بلکہ محال بالذات ہے۔ سابق علمائے اسلام نے یہی اعتراض مولوی اسماعیل دہلوی پر کیا کہ تم جو حضور کا مثل ممکن بتاتے ہو تو اس سے خبر الٰہی کا جھوٹا ہونا لازم آرہا ہے لیکن چونکہ خبر الٰہی کا جھوٹا ہونا بالاتفاق محال ہے ہرگز ممکن نہیں اس لیے سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل بھی ہرگز ممکن نہیں۔ اس اعتراض کے جواب میں ملا اسماعیل دہلوی نے امکان کذب الٰہی کا فتنہ کھڑا کیا اور مسلمانوں میں یہ کفری عقیدہ پھیلایا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کا جھوٹ بولنا ممکن ہے محال نہیں ہے۔ (نعوذباللہ تعالیٰ من ذلک)

آیت کریمہ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ کے بارے میں ملا دہلوی نے یہ جواب دیا :

"بعد اخبار ممکن ست کہ ایشاں را فراموش گرداننده شود پس قول بامکان وجود مثل اصلا مخبر بتکذیب نصے از نصوص نہ گردد"

(یک روزی بحوالہ سبحٰن السبوح ص ۶۷)

یعنی اللہ تعالیٰ نے جو آیت کریمہ میں حضور کے خاتم الانبیاء ہونے کی خبر دی ہے

تو اس خبر دینے کے بعد ممکن ہے کہ یہ آیت لوگوں کو بھلادی جائے لہذا حضور کا مثل پائے جانے کو ممکن کہنا اس سے کسی آیت قرآن کا جھٹلانا لازم نہیں آتا۔

ملائے دہلوی کے جواب کا معنی یہ ہے کہ جب سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل پیدا ہوگا تو اس وقت اللہ تعالیٰ خاتم النبیین والی آیت کریمہ لوگوں کے دل سے بھلا دے گا اور جب آیت کریمہ کسی کو یاد ہی نہ رہ جائے گی تو خبر الٰہی کو کون جھٹلائے گا۔ حاصل جواب یہ ہے کہ امام وہابیہ مولوی اسماعیل کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی خبر جھوٹا ہونا درست ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہاں اس بات میں حرج ہے کہ بندے اللہ تعالیٰ کے کذب پر آگاہ ہو جائیں اس حرج سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ قرآن کی آیتوں کو بندوں کے دل سے بھلادے گا۔ (معاذ اللہ رب العالمین) یہ ہے باطل کفری عقیدہ وہابیوں کا۔

مسلمان کہلانے کا تقاضا تو یہ تھا کہ مولوی اسماعیل دہلوی سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی افضلیت پر حملہ نہ کرتے اور اس بات پر ایمان لاتے کہ ختم نبوت کے وصف میں سرکار کا مثل و نظیر محال بالذات ہے لیکن وہ اگر شیطان کے بہکانے سے بہک گئے تھے تو علمائے اسلام کے ٹوکنے پر تو ان کو سنبھل ہی جانا چاہیے تھا مگر بڑا ہو پندار علم کا جس نے ان کو ایک دوسرے کفری عقیدے کی طرف دھکیل دیا۔ یعنی امکان نظیر کے اعتقاد باطل نے ان کو امکان کذب الٰہی کا معتقد بنادیا چنانچہ انہوں نے خاص مسئلہ امکان کذب کے ثبوت میں ایک کتاب یکروزی لکھ کر امت میں ایک فتنہ عظیم کھڑا کر دیا۔ اس کتاب کے دلائل کا حال یہ ہے کہ جس طرح ایک جھوٹی بات کو صحیح ثابت کرنے کے لیے بیسیوں جھوٹ گڑھنا پڑتا ہے ٹھیک اسی طرح اللہ رب العزۃ کا کذب ثابت کرنے کے لئے ان کو ایسی ایسی دلیلیں گڑھنی پڑیں جو سینکڑوں کفریات کا پٹارا ہیں۔ جس کو اس کا مشاہدہ کرنا ہو وہ سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقدس تصنیف سبحن السبوح ص ۳۳ تا ۶۹ کا مطالعہ کرے۔

بہت سے سادہ لوح حضرات کا گمان ہے کہ سنیت اور وہابیت کے درمیان صرف چند فروعی امور میں اختلاف ہے لیکن یہ گمان شدید غلط ہے کیونکہ سنیت و وہابیت کا اختلاف

فروعی امور میں ہونے کے ساتھ ساتھ بنیادی مسائل میں بھی ہے یہاں تک کہ خود ایمان باللہ کے مسئلہ میں بھی ہمارا اور وہابیوں کا شدید بنیادی اختلاف ہے چنانچہ ہم اللہ تعالیٰ کے حق میں یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اس کا صدق ازلاً و ابداً واجب ہے لہذا اس کا کذب ممکن نہیں بلکہ محال بالذات ہے اور وہابی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کذب ممکن ہے لہذا صدق واجب نہیں۔ اور یہ بالکل ظاہر بات ہے کہ وجوب صدق کا عقیدہ اور امکان کذب کا عقیدہ ان دونوں میں قطعی بنیادی اختلاف ہے۔ اس لئے ثابت ہوگیا کہ ایمان باللہ کے مسئلہ میں ہمارا اور وہابیوں کا سنگین بنیادی اختلاف ہے۔

یوں تو جس مسلمان کا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر ایمان ہے اس کا فطری طور پر یہ عقیدہ ہے کہ اللہ رب العزۃ جل جلالہ کا جھوٹا ہونا ہرگز ہرگز ممکن نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ازلاً صادق رہا اور ہے اور ابد تک صادق رہے گا تو کذب کے امکان کی جڑ تو یہیں سے کٹ گئی لیکن چونکہ وہابیوں نے اسلامی عقیدہ کے نام سے مسلمانوں میں یہ فتنہ پھیلا رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹا تو نہیں مگر اس کا جھوٹا ہونا ممکن ہے اس لیے ہم سادہ لوح مسلمانوں کے اطمینان کی خاطر عقائد اسلامیہ کی قدیم کتابوں سے چند حوالے ذیل میں تحریر کرتے ہیں :

۱۔ شرح مقاصد میں ہے :

الکذب محال باجماع العلماء لان الکذب نقص باتفاق العقلاء و ھو علی اللہ تعالیٰ محال

یعنی اللہ تعالیٰ کا کذب باجماع علماء محال ہے اس لیے کہ وہ باتفاق عقلاء عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔ (بحوالہ سبحن السبوح ص ۱۰)

۲۔ شرح عقائد نسفی میں ہے :

کذب کلام اللہ تعالی محال یعنی کلام الٰہی کا جھوٹا ہونا ممکن نہیں۔

(بحوالہ سبحن السبوح ص ۱۰)

۳۔ طوالع الانوار میں ہے :

الکذب نقص و النقص علی اللہ تعالی محال

یعنی جھوٹ عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

(بحوالہ سبحٰن السبوح ص ۱۰)

۴۔ مواقف کی بحث کلام میں ہے :

انه تعالی یمتنع علیه الکذب اتفاقا اما عند المعتزله فلان الکذب قبیح و هو سبحانه تعالی لا یفعل القبیح و اما عندنا فلانه نقص و النقص علی الله تعالی محال اجماعا

یعنی اہل سنت اور معتزلہ سب کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جھوٹ ممکن نہیں محال ہے معتزلہ تو اس لیے محال کہتے ہیں کہ جھوٹ برا ہے اور اللہ تعالیٰ برا فعل نہیں کرتا اور ہم اہل سنت کے نزدیک اس دلیل سے ناممکن ہے کہ جھوٹ عیب ہے اور ہر عیب اللہ تعالیٰ پر بالاجماع محال ہے۔ (سبحٰن السبوح ص ۱۰)

۵۔ امام محقق علی الاطلاق کمال الدین محمد علیہ الرحمہ مسایرہ میں فرماتے ہیں :

یستحیل علیه تعالی سمات النقص کالجهل و الکذب

یعنی جتنی نشانیاں عیب کی ہیں جیسے جہل و کذب وہ سب اللہ تعالیٰ پر محال ہیں۔

(سبحٰن السبوح ص ۱۱)

۶۔ علامہ کمال الدین محمد بن محمد بن ابی شریف مسامرہ میں فرماتے ہیں :

لا خلاف بین الاشعریة وغیرهم فی ان کل ما کان وصف نقص فالباری تعالی عنه منزه و هو محال علیه تعالی و الکذب وصف نقص

یعنی اشاعرہ اور غیر اشاعرہ کسی کو اس میں اختلاف نہیں کہ جو کچھ صفت عیب ہے باری تعالیٰ اس سے پاک ہے اور وہ اللہ تعالیٰ پر ممکن نہیں اور کذب صفت عیب ہے۔ (سبحٰن السبوح ص ۱۱)

۷۔ کنز الفوائد میں ہے :

قدس تعالی شانه عن الکذب شرعا و عقلا اذ هو قبیح یدرك العقل قبحه من غیر توقف علی شرع فیکون محال فی حقه تعالی عقلا و شرعا کما حققه ابن الهمام وغیره

یعنی حکم شرع و حکم عقل ہر طرح اللہ تعالیٰ کذب سے پاک مانا گیا ہے اس لیے کہ کذب قبیح عقلی ہے کہ عقل خود بھی اس کے قبح کو مانتی ہے بغیر اس کے کہ اس کا پہچاننا شرع پر موقوف ہو تو جھوٹ بولنا اللہ تعالیٰ کے حق میں عقلاً و شرعاً ہر طرح محال ہے جیسے کہ امام ابن الہمام وغیرہ نے اس مسئلہ کی تحقیق افادہ فرمائی۔ (سبحٰن السبوح ص ۱۴)

۸۔ علامہ جلال دوانی شرح عقائد میں لکھتے ہیں :

الکذب علیه تعالی محال لا تشمله القدرة

یعنی اللہ تعالیٰ کا جھوٹا ہونا محال ہے قدرت الٰہی میں داخل نہیں۔

(سبحٰن السبوح ص)

۹۔ شرح عقائد جلالی میں ہے :

الکذب نقص و النقص علیه محال فلا یکون من الممکنات و لا تشمله القدرة کسائر وجوه النقص علیه تعالی کالجهل و العجز

جھوٹ عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال تو اللہ تعالیٰ کا جھوٹ ممکن نہیں نہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اسے شامل جیسے تمام اسباب عیب مثل جہل و عجز الٰہی کو سب محال ہیں اور صلاحیت قدرت سے خارج۔

(سبحٰن السبوح ص ۱۳)

ہم اختصار کی خاطر اتنے ہی حوالوں پر بس کرتے ہیں جس کو مزید بائیس نصوص آئمہ اور تیس دلائل قاہرہ دیکھنے کا شوق ہو تو وہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

تصنیف سبحٰن السبوح کا مطالعہ کرے۔ وہابی اپنے عقیدۂ امکان کذب کی حمایت میں جن مغالطہ آمیز دلائل سے کام لیتے ہیں ذیل میں ان کا بطلان پیش کیا جارہا ہے۔

۱۔ امکان کذب کے ثبوت میں عام وہابی دیوبندی یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یعنی بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور چونکہ جھوٹ بھی ایک چیز ہے لہٰذا وہ جھوٹ پر قادر ہے اور جب جھوٹ بولنے پر قادر ہے تو اس کے لیے جھوٹ بولنا ممکن ہوا۔

جواب: جب وہابیوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنا ممکن ہے تو ہو سکتا ہے کہ اس کا پہلا جھوٹ یہی کلام یعنی اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ہو تو پھر اس کلام کو دلیل میں پیش کرنا کیوں کر صحیح ہوگا۔ دوسرا فولادی تحقیقی جواب یہ ہے کہ کذب الٰہی عیب ہے اور ہر عیب اللہ تعالیٰ کے لیے محال بالذات ہے لہٰذا کذب الٰہی محال بالذات ہے اور کوئی محال بالذات ممکن نہیں ثابت ہوا کہ کذب الٰہی ممکن نہیں۔ پھر ذات باری تعالیٰ کو جھوٹ پر قادر کہنا یہ وہابیوں کا سخت ترین مغالطہ ہے کیونکہ کذب الٰہی محال بالذات ہے اور کوئی محال بالذات زیر قدرت نہیں لہٰذا کذب الٰہی زیر قدرت نہیں تو پھر کذب الٰہی کو زیر قدرت بتا کر امکان کذب کو ثابت کرنا دجل وفریب نہیں تو اور کیا ہے۔

جاننا چاہیے کہ مفہوم کی تین قسم ہے:

۱۔ واجب ۲۔ ممکن ۳۔ محال

واجب: وہ مفہوم ہے جس کا وجود ضروری ہو جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات۔

ممکن: وہ مفہوم ہے جس کا نہ وجود ضروری ہو نہ عدم مثلاً عالم اور عالم کی چیزیں۔

محال: وہ مفہوم ہے جس کا عدم ضروری ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا کذب، جہل، عجز اور جیسے دوسرا خدا ہونا۔

واضح ہو کہ زیر قدرت الٰہی صرف ممکنات ہیں واجب اور محال زیر قدرت نہیں۔

شرح مقاصد میں ہے:

لا شیء من الواجب و الممتنع بمقدور

واجب اور محال ہرگز زیر قدرت نہیں۔ (سبحٰن السبوح ص ۶)

شرح مواقف میں ہے:

علمه تعالی یعم المفهومات کلها الممکنة و الواجبة و الممتنعة فهو اعم من القدرة لانها تختص بالممکنات دون الواجبات و الممتنعات

یعنی علم الٰہی ممکن، واجب اور محال سب مفہوم کو شامل ہے تو وہ قدرت الٰہی سے عام ہے کیونکہ قدرت الٰہی صرف ممکنات ہی سے متعلق ہے واجبات اور محالات سے اس کو کوئی تعلق نہیں ہے۔

حوالہ جات مذکورہ بالا سے واضح ہو گیا کہ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ میں کُلِّ شَیْءٍ سے مراد کل ممکن ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہر ممکن پر قادر ہے اور جب اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنا محال ہے تو وہ زیر قدرت نہیں اور جب وہ زیر قدرت نہیں تو ہرگز ہرگز ممکن نہیں۔ اب ہم اس مقام پر وہابیوں سے ان کے اس مغالطہ آمیز استدلال کے پیش نظر ایک سوال کرتے ہیں کہ:

"اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے یا نہیں کہ شیطان کو وہابیوں کا خدا بنادے اگر کہو کہ اللہ تعالیٰ قادر نہیں تو تم اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کا انکار کر کے کھلم کھلا کافر ہو گئے اور اگر کہو کہ شیطان، قدرت الٰہی سے وہابیوں کا خدا ہو سکتا ہے تو وحدانیت کا انکار کر کے کھلے عام مرتد ہو گئے...... بولو! ہے کوئی وہابیوں میں دم خم والا جو وہابی مذہب کو برقرار رکھتے ہوئے اس سوال کا جواب دے سکے"۔

۲۔ وہابی کہتے ہیں کہ انسان کو جھوٹ بولنے پر قدرت ہے تو اگر اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر نہ ہو تو قدرت انسانی، قدرت ربانی سے بڑھ جائے گی اور یہ محال ہے کہ قدرت انسانی، قدرت ربانی سے بڑھ جائے، لہٰذا ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے جھوٹ بولنا ممکن ہے۔

جواب :اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ واللہ خلقکم و ما تعملون یعنی تم اور جو کچھ تم کرتے ہو سب اللہ ہی کا پیدا کیا ہوا ہے۔ اہل سنت کا ایمان ہے کہ انسان اور اس کے تمام اعمال، اقوال، احوال، اوصاف سب اللہ عزوجل کے پیدا کئے ہوئے ہیں انسان کو صرف کسب پر ایک گونہ اختیار ملا ہے لیکن اس کے سارے کام مولیٰ عزوجل ہی کی سچی قدرت سے واقع ہوتے ہیں۔ آدمی کی کیا طاقت کہ بے ارادہ الٰہی کے پلک مار سکے۔ انسان کا صدق و کذب، کفر و ایمان، طاقت و عصیان جو کچھ ہے سب کو اسی قادر مطلق جل جلالہ نے پیدا کیا ہے تو جب انسان کا جھوٹ بولنا، کفر کرنا، فسق کرنا، بندگی کرنا سب اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت سے واقع ہوتا ہے تو پھر قدرت ربانی سے قدرت انسانی کیوں کر بڑھ سکتی ہے اور رہی یہ بات کہ اگر کذب الٰہی پر خدائے تعالیٰ قادر نہ ہوگا تو قدرت ربانی گھٹ جائے گی تو ایسا سوچنا صرف بد دماغ وہابی کا کام ہو سکتا ہے اس لیے کہ کذب الٰہی محال اور غیر ممکن ہے اور کوئی محال زیر قدرت نہیں اور کذب الٰہی جب زیر قدرت نہیں تو قدرت گھٹنے کی کیا بات ہے......؟

اس مقام پر ہم وہابیوں سے ایک سوال کرتے ہیں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ بہت سے انسان اس بات پر قادر ہیں کہ وہ پتھر کی مورتی بنا کر اس کو اپنا معبود قرار دیں اور صبح شام اس کی پوجا کریں تو اگر خدا، پتھر کی مورتی کو اپنا معبود قرار دے کر صبح و شام اس کی پوجا پر قادر نہ ہو تو قدرت انسانی، قدرت ربانی سے بڑھ جائے گی اور چونکہ قدرت انسانی کا قدرت ربانی سے بڑھ جانا محال ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ اکا پتھر کی مورتی کو اپنا معبود قرار دینا ممکن ہے۔ بولو......؟ ہے کوئی وہابیوں میں ہمت والا جو وہابی مذہب کو باقی رکھتے ہوئے اس ممکن کو ختم کردے؟

۳۔ وہابی کہتے ہیں کہ متکلمین کے نزدیک یہ قاعدہ کلیہ مسلم ہے کہ کل ما ھو مقدور للعبد مقدور اللہ یعنی ہر وہ کام جو بندہ اپنے لیے کر سکتا ہے خدا بھی اپنے لیے کر سکتا ہے تو جب آدمی جھوٹ بول سکتا ہے تو خدا بھی جھوٹ بول سکتا ہے کیوں کہ اگر خدا

جھوٹ نہ بول سکے تو ایک کام ایسا نکلا کہ آدمی تو کر سکتا ہے اور خدا نہیں کر سکتا اور یہ ظاہر بات ہے کہ خدا کی قدرت بے انتہا ہے لہٰذا ایسا نہیں ہو سکتا کہ جس کام کو آدمی کر سکے اسے خدا نہ کر سکے اس لیے ثابت ہوا کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے اس کا جھوٹا ہونا ممکن ہے۔

جواب: معاذ اللہ رب العالمین سبحان اللہ عما یصفون بے شک قاعدہ کلیہ حق ہے لیکن وہابی اس کے جو معنی بیان کرتے ہیں وہ صریح غلط ہونے کے ساتھ کھلا کفر بھی ہے قاعدہ کلیہ کا صحیح معنی یہ ہے کہ بندہ جس چیز کے کسب پر قادر ہے اللہ تعالیٰ اس کے پیدا کرنے پر قادر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ بندہ کا ہر کام اللہ تعالیٰ کے خلق و ایجاد ہی سے واقع ہوتا ہے محترم قارئین بھی ملاحظہ فرمائیں کہ قاعدہ کلیہ کو امکان کذب سے کیا تعلق ہے؟ لیکن جب وہابیوں کے نزدیک یہی طے ہے کہ ہر وہ کام جو بندہ اپنے لیے کر سکتا ہے خدا بھی اپنے لیے کر سکتا ہے تو ان کے مذہب پر لازم آتا ہے کہ:

الف: انسان قادر ہے کہ اپنے خدا کی تسبیح کرے تو ضرور ہے کہ وہابیہ کا خدا بھی قادر ہو کہ اپنے خدا کی تسبیح کرے ورنہ ایک کام ایسا نکلا کہ بندہ تو کر سکے اور خدا نہ کر سکے۔

ب: آدمی قادر ہے کہ اپنی ماں کی تواضع و خدمت کے لیے اس کے تلووں پر اپنی آنکھیں ملے اپنے باپ کی تعظیم کے لیے اس کے جوتے اپنے سر پر رکھ کر چلے تو ضرور ہے کہ وہابیہ کا خدا بھی اپنے ماں باپ کے ساتھ ایسی تعظیم و تواضع پر قادر ہو ورنہ ایک کام ایسا نکلا کہ بندہ تو کر سکے اور خدا نہ کر سکے۔

ج: آدمی قادر ہے کہ پرایا مال چرا چھپا کر اپنے قبضہ میں کر لے تو ضرور ہے کہ وہابیہ کا خدا بھی دوسرے کے مملوک چیز چرا لینے پر قادر ہو ورنہ ایک کام ایسا نکلا کہ آدمی تو کر سکے اور خدا نہ کر سکے۔

د: آدمی قادر ہے کہ اپنے خدا کی نافرمانی کرے تو ضرور ہے کہ وہابیہ کا خدا بھی اپنے خدا کی نافرمانی پر قادر ہو ورنہ ایک کام ایسا نکلا کہ آدمی تو کر سکے اور خدا نہ کر سکے۔

اب وہابی یا تو اقرار کرلیں کہ خدا کے لیے دوسرا خدا ہونا اور خدا کے ماں باپ ہونا ممکن ہے ورنہ
عقیدۂ امکان کذب الٰہی سے توبہ کریں۔

۴۔ ملا رشید احمد گنگوہی نے براہین قاطعہ ص ۳ میں لکھا ہے کہ "امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدماء میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہیں ؟ رد المختار میں ہے هل يجوز الخلف في الوعيد فظاهر ما في المواقف و المقاصد ان الاشاعرة قائلون بجوازه پس اس پر طعن کرنا پہلے مشائخ پر طعن کرنا ہے اور اس پر تعجب کرنا محض لاعلمی اور امکان کذب خلف وعید کی فرع ہے"۔

جواب : محترم قارئین! پہلے آپ ملا گنگوہی کی مراد سمجھنے کی کوشش کریں۔ واقعہ یوں ہے کہ ضلع سہارنپور کے حضرت مولانا عبدالسمیع رامپوری نے امکان کذب کے خلاف اپنے صدمہ کا اظہار کرتے ہوئے انوار ساطعہ میں لکھا تھا کہ "کوئی جناب باری عزاسمہ کو امکان کذب کا دھبا لگاتا ہے" اس کے جواب میں گنگوہی جی فرماتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ کو بالامکان جھوٹا کہنا یہ تو کوئی نئی بات نہیں اگلے زمانے کے بعض علمائے اسلام بھی تو خدا کے لیے جھوٹ بولنا ممکن بتاگئے ہی دیکھو اشاعرہ اہل سنت خلف وعید کے قائل ہیں اور امکان کذب خلف وعید کی ایک قسم ہے لہذا امکان کذب پر اعتراض کرنا اگلے زمانے کے علمائے دین پر اعتراض کرنا ہے۔ افسوس اور ہزار افسوس کہ گنگوہی جیسا وہابیوں کا شیخ ربانی جب اتنی سنگین افتراء سازی اور بہتان طرازی کر سکتا ہے تو چھوٹے چھوٹے وہابی ملاؤں کا کیا حال ہوگا۔ یہ حقیقت ہے کہ باطل عقائد کا طرفدار خود اندھا ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی اپنے جیسا اندھا سمجھتا ہے بے شک اہل سنت کے بعض علماء خلف وعید کے ضرور قائل ہیں مگر اس کے ساتھ وہی علماء امکان کذب الٰہی کے عقیدہ کی سخت مخالفت کرتے ہیں پھر ان کو امکان کذب کا قائل بتانا کتنا سفید جھوٹ اور کس قدر سنگین بہتان ہے۔

جس مواقف میں ہے لا بعد الخلف في الوعيد نقصاً یعنی خلف وعید عیب نہیں

شمار کیا جاتا۔ اسی مواقف میں ہے انه تعالى يمتنع عليه الكذب اتفاقاً یعنی باری تعالیٰ کا کذب بالاتفاق محال ہے۔ جس شرح طوالع میں ہے الخلف في الوعيد حسن یعنی خلف وعید (سزا معاف کردینا) ایک اچھی بات ہے۔ اسی شرح طوالع میں ہے الكذب على الله تعالى محال یعنی اللہ تعالیٰ کا کذب محال ہے۔ جس علامہ جلال دوانی نے شرح عقائد جلالی میں لکھا ہے ذهب بعض العلماء الى ان الخلف في الوعيد جائز على الله تعالى لا في الوعد و بهذا وردت السنة یعنی بعض علماء کا مذہب یہ ہے کہ وعید میں خلف اللہ تعالیٰ پر جائز ہے نہ وعدہ میں اور یہی مضمون حدیث میں آیا وہی علامہ جلال تحریر کرتے ہیں الكذب عليه تعالى محال لا تشمله القدرة اللہ تعالیٰ کا کذب محال ہے قدرت الٰہی میں داخل نہیں (☆)۔

محترم قارئین ! ملاحظہ فرمائیں مذکورہ بالا حوالوں نے خوب واضح کر دیا کہ ملا گنگوہی کا اتہام غلط ہے اور خلف وعید کے قائل علماء کا دامن، عقیدۂ امکان کذب کی نجاست سے پاک وصاف ہے۔

۵۔ علماء وہابیہ کہتے ہیں کہ اگر جھوٹ پر خدا کی قدرت نہ مانی جائے تو خدا کا عجز لازم آئے گا اور وہ عجز سے پاک ہے لہذا جھوٹ بولنا اس کے لیے ممکن ہوا۔

جواب : اللہ تعالیٰ کے حق میں جھوٹ محال ہے اور محال پر قدرت نہ ہونے سے عجز لازم نہیں آتا۔ سیدنا علامہ عبدالغنی نابلسی اپنی کتاب مطالب وفیہ میں ابن حزم فاسد العزم کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

ان العجز انما يكون لو كان المقصود جاء من ناحية القدرة اما اذا كان لعدم قبول المستحيل تعلق القدرة فلا يتوهم عاقل ان هذا عجز
یعنی عجز تو جب ہو کہ قصور قدرت کی طرف سے آئے اور جب وجہ یہ ہے کہ محال خود ہی تعلق قدرت کی قابلیت نہیں رکھتا تو اس سے کسی عاقل کو عجز کا وہم نہ گزرے گا۔ (سبحٰن السبوح ص ۳۸)

(☆) اس میں راز یہ ہے کہ صدق وکذب خبر کی صفت ہے اور وعید از قبیل خبر نہیں از قبیل انشاء ہے (امجدی)

اس مقام پر پھر ہم وہابیوں سے ایک سوال کرتے ہیں۔اگر شیطان کی پوجا کرنے پر وہابیہ کے خدا کی قدرت نہ مانی جائے تو اس کا عجز لازم آئے گا اور وہ عجز سے پاک ہے لہذا شیطان کی پوجا کرنا تمہارے خدا کے لیے ممکن ہوا۔اب وہابی یا تو شیطان کو اپنے خدا کا معبود مانیں یا اپنے خدا کا عاجز ہونا تسلیم کریں۔

بحمدہ تعالیٰ ثم بعون رسول علیہ التحیۃ و الثناء ہماری ان چند سطروں سے خوب ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے حق میں وجوب صدق کا عقیدہ رکھنے والے صادق اور امکان کذب کا اعتقاد رکھنے والے کاذب ہیں۔

و صلی اللہ تعالی علی اکرم خلقہ و اعلم خلقہ و اول خلقہ و افضل خلقہ و خاتم انبیائہ و سید اصفیائہ محمد و الہ و صحبہ و ابنہ الغوث الاعظم الجیلانی البغدادی

و شہید محبتہ المجدد الاعظم البریلوی اجمعین

و اخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

(مولانا بدرالدین صاحب گورکھپوری)

دیوبندیوں کا اپنے حق میں مسلمات سے گریز

سنی دنیا کی عظیم اکثریت انبیاء واولیاء کے حق میں یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ پروردگار عالم نے اپنے فضل و کرم سے انہیں ایسی مخصوص قوتیں عطا فرمائی ہیں جن کے ذریعہ غیبی باتوں کا علم دل کے خطرات اور چھپے ہوئے حالات ان پر منکشف ہو جاتے ہیں۔

یوں ہی قادر مطلق نے کائنات میں انہیں تصرف کا بھی اختیار عطا فرمایا ہے اس خداداد قوت واختیار سے عالم میں تصرف فرماتے ہیں۔اہل سنت کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ سمیع و بصیر نے انبیاء واولیاء کو ایسی قوت سماعت بخشی ہے جس سے وہ دور و نزدیک کی پکار کو سن لیتے

ہیں۔فریادیوں کی فریاد کو پہونچتے ہیں،حاجت مندوں کی حاجت روائی فرماتے ہیں۔

علمائے دیوبند کا عقیدہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ان کا کہنا ہے کہ علم غیب خاصۂ خداوندی ہے لہذا کسی مخلوق کے لیے (خواہ انبیاء ہوں یا اولیاء) کسی تاویل سے (خواہ عطائی ہی کیوں نہ ہو) علم غیب ثابت کرنا خلاف نصوص قطعیہ اور صریح شرک ہے یوں ہی کسی مخلوق کو عالم میں متصرف ماننا یا دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ ان کو میری پکار کی خبر ہو گئی کھلا ہوا کفر و شرک ہے۔پکارنے والا اور ابو جہل دونوں شرک میں برابر ہیں۔عقل وانصاف کا تقاضا تو یہ ہے کہ علمائے دیوبند کا یہ مسلک اگر قرآن وحدیث پر مبنی ہے تو انہیں ہر حال میں ہر شخص کے لیے کفر و شرک ہی قرار دینا چاہیے قانون اپنے اور بیگانے کی رعایت نہیں برتا تلوار کی زد میں جو کوئی آئے گا بلا امتیاز دوست و دشمن کٹ جائے گا۔

مگر جب آپ علمائے دیوبند کی تاریخ کی ورق گردانی کریں گے تو آپ کو نہ صرف حیرت ہو گی بلکہ آپ سوچنے پر مجبور ہوں گے کہ توحید پرستی کا ڈھونگ رچانے والوں نے توحید کی آڑ میں کیسے کیسے صنم خانے آباد کر رکھے ہیں۔جن چیزوں کو انبیاء واولیاء کے حق میں شرک ٹھہراتے ہیں بعینہ وہی چیزیں اپنے گھر کے بزرگوں کے لیے عین ایمان واسلام سمجھتے ہیں۔

جماعت کا ایک فرد جس چیز کو کفر و شرک کہتا ہے دوسرا فرد اسی کو ایمان اسلام ٹھہراتا ہے۔

اس مضمون میں انہیں کی معتبر کتابوں سے دو متضاد اقوال جمع کیے گئے ہیں پہلے قول میں منفی پہلو اور دوسرے قول میں اثباتی پہلو پیش کیا ہے۔قارئین کرام سے گزارش ہے کہ غیر جانبدار ہو کر پڑھیں اور انصاف کریں۔ہمیں یقین ہے کہ شک وارتیاب اور تذبذب کی تاریکیوں میں بھٹکنے والے یقین واطمینان کا اجالا محسوس کریں گے۔

مقصود ہے گزارش احوال واقعی
اپنا بیان حسن طبیعت نہیں مجھے

اس مضمون میں علم غیب، ندائے یا رسول اللہ اور حفظ الایمان کا سرسری تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔اور ہر ایک کے مثبت اور منفی پہلو سے علمائے دیوبند کی تضاد بیانی اور اپنے

مسلمات سے گریز ثابت کیا گیا ہے۔

علم غیب کا منفی پہلو

۱۔ اللہ صاحب نے پیغمبر صلعم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو فرمایا کہ لوگوں سے یوں کہہ دیویں کہ غیب کی بات سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا نہ فرشتہ نہ آدمی نہ جن نہ کوئی چیز۔ یعنی غیب کی بات کو جان لینا کسی کے اختیار میں نہیں۔ (تقویۃ الایمان، مصنفہ مولوی محمد اسماعیل دہلوی ص ۲۲)

۲۔ جو شخص اللہ جل شانہ کے سوا علم غیب کسی دوسرے کو ثابت کرے وہ بے شک کافر ہے۔ اس کی امامت اور اس سے میل جول محبت ومؤدت سب حرام ہے۔
(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۰)

اور یہ عقیدہ رکھنا کہ : آپ (حضور ﷺ) کو علم غیب تھا صریح شرک ہے۔
(فتاوی رشیدیہ کامل سبوب ص ۹۶)

۳۔ علم غیب خاصہ حق تعالیٰ کا ہے اس لفظ کو کسی تاویل (خواہ عطائی ہی کیوں نہ ہو) سے دوسرے پر اطلاق کرنا ابہام شرک سے خالی نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ جلد ۳، ص ۴۳ مصنفہ مولوی رشید احمد گنگوہی)

۴۔ کسی بزرگ یا پیر کے ساتھ یہ عقیدہ رکھنا کہ ہمارے سب حال کی اس کو ہر وقت خبر رہتی ہے (کفر و شرک ہے)۔ (بہشتی زیور جلد ا ص ۷ ۳، مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی)

۵۔ رسول اور امت رسول اس حد تک مشترک ہیں کہ دونوں کو علم غیب نہیں ہے۔ (فاران کا توحید نمبر ص ۱۱۴، از قاری طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند، بحوالہ زلزلہ)

۶۔ کتاب وسنت کو سامنے رکھ کر علم کی تقسیم یوں نہ ہو گی کہ اللہ کا علم ذاتی اور رسولوں کے علم عطائی۔ یعنی نوعی فرق کے سوا دونوں کا برابر ہے۔ گویا ایک حقیقی خدا دوسرا مجازی

خدا۔ (توحید نمبر ص ۱۲۱، از قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند حوالہ زلزلہ)

مذکورہ بالا عبارتوں سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ غیر خدا کے لیے غیب ثابت کرنا خواہ عطائی ہی کیوں نہ ہو کفر ہے، شرک ہے، کتاب وسنت کے منافی ہے۔ اگر یہ امر واقعہ ہے اور علمائے دیوبند کے مسلمات میں سے ہے تو میں عرض کروں گا کہ وہ پوری دیدہ دلیری کے ساتھ کفر و شرک کا فتویٰ لگانے کے لیے تیار ہو جائیں۔

علم غیب کا اثباتی پہلو

علم غیب کا اثباتی پہلو پیش کرنے سے پہلے چند منٹ کے لیے اپنے قارئین کو لمحہ ء فکر یہ دینا چاہتا ہوں۔ مذکورہ بالا حوالہ جات پڑھنے کے بعد ایک خالی الذہن آدمی کیا یہ کہنے پر مجبور نہ ہو گا کہ غیر خدا کے لیے علم غیب ماننا کفر ہے، شرک ہے، توحید پرستی کے منافی ہے۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو میں آپ کی دیانت کو آواز دیتا ہوں۔ آپ اس کے بارے میں کیا رائے قائم کریں گے جو غیر خدا کے لیے علم غیب ثابت کرے۔ فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ یہ سن کر آپ حیرت میں پڑ جائیں گے کہ جو علم غیب انبیاء واولیاء کے لیے کفر و شرک ٹھہرایا گیا ہے علمائے دیوبند وہی علم غیب اپنے بزرگوں کے حق میں عین ایمان واسلام سمجھ رہے ہیں۔ اب آپ اپنے دھڑکتے ہوئے دل پر ہاتھ رکھ کر اصل واقعہ ملاحظہ فرمایئے۔

قاری طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند بیان کرتے ہیں کہ جس زمانے میں دارالعلوم دیوبند کے مہتمم مولوی رفیع الدین صاحب تھے بعض مدرسین کے درمیان کچھ نزاع چھڑ گئی۔ جھگڑے کی نوبت یہاں تک پہونچی کہ مدرسہ کے صدر مدرس (دیوبندیوں کے شیخ الہند) مولوی محمود الحسن دیوبندی بھی اس ہنگامے میں شریک ہو گئے اور اختلافات بڑھتے چلے گئے۔ اب اس کے بعد کا واقعہ قاری صاحب ہی کی زبانی سنیے...... لکھتے ہیں کہ :

اسی دوران میں ایک دن علی الصبح بعد نماز فجر مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا محمود الحسن صاحب کو اپنے حجرہ میں بلایا (جو دارالعلوم دیوبند میں

ہے) مولانا حاضر ہوئے اور بند حجرہ کے کواڑ کو کھول کر اندر داخل ہوئے موسم سخت سردی کا تھا مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پہلے یہ میرا روئی کا لبادہ دیکھ لو۔ مولانا نے لبادہ دیکھا تو تر تھا اور خوب بھیگ رہا تھا فرمایا کہ واقعہ یہ ہے کہ ابھی ابھی مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ جسد عنصری (ظاہری جسم) کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے تھے جس سے میں ایک دم پسینہ ہو گیا اور میرا لبادہ تربتر ہو گیا۔ اور یہ فرمایا کہ محمود حسن کو کہہ دو کہ وہ اس جھگڑے میں نہ پڑے۔ بس میں نے یہ کہنے کے لیے بلایا ہے۔ مولانا محمود حسن صاحب نے عرض کیا کہ حضرت میں آپ کے ہاتھ پر توبہ کرتا ہوں کہ اس کے بعد میں اس قصہ میں کچھ نہ بولوں گا۔ (ارواح ثلثہ ص ۲۴۲)

اے عدل و انصاف کے حامیو ....! خدارا سوچو تو سہی ......! جو علم غیب انبیاء و اولیاء کے لیے شرک تھا وہ علم غیب نانوتوی کے لیے عین ایمان کس طرح بن گیا۔ آواز دو انصاف کو انصاف کہاں ہے.....؟

قاری طیب صاحب اگر آپ اجازت دیں تو ذہن میں چند ابھرے ہوئے سوالات آپ کے سامنے پیش کروں۔ امید ہے کہ آپ خود یا اپنے معتمد وکلاء کے ذریعے سے اپنے دستخط سے اطمینان بخش جواب مرحمت فرمائیں گے۔

جس وقت آپ نے اپنے جد کریم کا واقعہ نقل فرمایا اس وقت آپ کے ذہن میں یہ باتیں نہ تھیں کہ :

۱۔ رسول اور امت رسول اس حد تک مشترک ہیں کہ دونوں کو علم غیب نہیں ہے۔
(فاران کا توحید نمبر ص ۴۴ بحوالہ زلزلہ)

۲۔ کتاب و سنت کو سامنے رکھ کر علم کی تقسیم یوں نہ ہو گی کہ اللہ کا علم ذاتی اور رسولوں کے علم عطائی یعنی نوعی فرق کے ساتھ دونوں کا برابر ہے گویا ایک حقیقی خدا دوسرا مجازی خدا۔ (توحید نمبر ص ۱۲۱ بحوالہ زلزلہ)

اگر تھیں تو آپ کے پاس اس کا کیا جواب ہے کہ :-

۱۔ جب رسول کو علم غیب نہیں تو آپ کے دادا جان کو کہاں سے علم غیب حاصل ہو گیا کہ انہیں مدرسہ دیوبند کے جھگڑے اور صدر مدرس کی شرکت کا علم ہو گیا اور جسد عنصری کے ساتھ مدرسہ دیوبند میں تشریف لے آئے اور خواب میں نہیں عالم بیداری میں تنبیہ فرما کر واپس تشریف لے گئے۔

۲۔ کیا آپ کے جد محترم کا مقام مقام نبوت سے آگے ہے ؟ اگر ہے تو کس درجہ پر ؟

۳۔ کیا آپ جواب دینے کی زحمت گوارا فرمائیں گے کہ آپ کے جد مکرم حقیقی خدا ہیں یا مجازی خدا؟

۴۔ اگر اجازت ہو تو یہ بھی عرض کر دوں کہ آپ کے نزدیک قاعدہ اور قانون کا اختلاف نہیں ہے بلکہ موقع و محل کا اختلاف ہے۔ اگر ہم یہی علم غیب انبیاء و اولیاء کے لیے مانیں تو شرک ہو جائے اور آپ اپنے جد کریم کے لیے ثابت کریں تو عین اسلام بن جائے۔

۵۔ جواب نہ دینے کی صورت میں کیا آپ اپنے مسلمات سے گریز نہیں کر رہے ہیں ؟

ندائے یارسول اللہ

ندائے یارسول اللہ کا منفی پہلو

۱۔ اللہ تعالیٰ نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی اور کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا کے وقت میں کافر بھی بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اسی کی مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے اور ان کو اس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے سو ابو جہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔

(تقویۃ الایمان ص ۶)

۲۔ جب انبیاء علیہم السلام کو بھی علم غیب نہیں ہوتا تو یارسول اللہ کہنا بھی ناجائز ہوگا۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۳ مصنفہ مولوی رشید احمد گنگوہی)

۳۔ کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہو گئی (کفر و شرک ہے)۔

(بہشتی زیور جلد ا ص ۴۷)

ندائے یارسول اللہ کا اثباتی پہلو

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ خدائے ذوالجلال نے انبیاء و اولیاء کو ایسی قوت سماعت بخشی ہے جس سے وہ دور و نزدیک کی پکار کو سن لیتے ہیں اور ان کی مدد فرماتے ہیں۔ لیکن دیوبندی مکتبہ فکر کے نزدیک غیر خدا کو پکارنا، ان کو اپنا حمایتی سمجھنا، ان سے مدد مانگنا کفر و شرک ہے۔

اگر علمائے دیوبند اس اصول کو تسلیم کرتے ہیں تو انہیں پوری جرأت کے ساتھ اپنے اور بیگانے کا فرق کیے بغیر کفر و شرک کا فتویٰ صادر کر دینا چاہیے۔ جنھوں نے غیر خدا کو پکارا ہے اور مدد مانگی ہے۔

مدد کر اے کرم احمدی کے تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامیٔ کار

(قصائد قاسمی)

اس شعر میں مولوی قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند نے حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ صرف پکارا ہے بلکہ مدد بھی مانگی ہے۔

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں
تم اب چاہے ڈوباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ

اس شعر میں حاجی امداد اللہ صاحب نے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکارا ہے۔

دستگیری کیجئے میرے نبی — کشمکش میں تم ہی ہو میرے ولی
جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ — فوج کلفت مجھ پر آ غالب ہوئی
ابن عبد اللہ زمانہ ہے خلاف — اے میرے مولیٰ خبر لیجئے میری

(شیم الطیب ترجمہ شمیم الحبیب، مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی ص ۱۴۵)

ان اشعار میں مولوی اشرف علی تھانوی نے جہاں سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکارا ہے وہیں مدد بھی مانگی ہے۔

نانوتوی صاحب کا یہ کہنا کہ یارسول اللہ تیرے سوا قاسم کا کوئی حامی نہیں یا تھانوی صاحب کا کہنا کہ جز تمہارے میری پناہ کہاں ہے کیا یہ لازم نہیں آتا کہ وہ توحید کو چھوڑ کر مشرکانہ بولی بول رہے ہیں۔

الحق ما شهدت به الاعداء — مدعی لاکھ پر بھاری ہے گواہی تیری

علمائے دیوبند سے چند سوالات

۱۔ اگر تقویۃ الایمان، بہشتی زیور، فتاویٰ رشیدیہ کا فتویٰ صحیح ہے تو حاجی امداد اللہ صاحب، مولوی قاسم نانوتوی، مولوی اشرف علی تھانوی غیر خدا کے پکارنے اور ان سے مدد مانگنے کے جرم میں کافر و مشرک ہوئے یا نہیں اور اگر انہیں مسلمان ٹھہراتے ہیں تو ان کتابوں کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے ؟

۲۔ ان حضرات نے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خدا سمجھ کر پکارا اور مدد مانگی ہے یا خدا کا بندہ اور اس کی مخلوق سمجھ کر۔ اگر جواب ثانی میں ہے جب بھی آپ حضرات کے لیے تقویۃ الایمان نے کسی تاویل کی گنجائش نہیں چھوڑی ہے۔ تقریب ذہن کے لیے ایک بار پھر سے خاص خاص عبارت کا سرسری جائزہ لے لیں۔

اللہ تعالیٰ نے عالم میں کسی کو تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی اور کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا۔ یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی ان کا کفر و شرک تھا۔ سو جو کوئی کسی سے

یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے سو ابو جہل اور وہ شرک میں برابر ہے ؟

۳۔ تقویۃ الایمان کے فتوی کو تسلیم کرنے کے بعد آپ میں یہ ہمت وجرأت ہے کہ صاف لفظوں میں یہ اعلان کر دیں کہ حاجی امداد اللہ صاحب، مولوی قاسم نانوتوی، مولوی اشرف علی تھانوی اور ابو جہل سب شرک میں برابر ہیں۔

۴۔ کیا آپ حضرات کا سکوت یا بے جا تاویل اس بات کی غمازی نہیں کر رہا ہے کہ آپ اپنے مسلمات سے گریز کر رہے ہیں ؟

حفظ الایمان کا سرسری تنقیدی جائزہ

دیوبندی مکتبہ فکر کے مذہبی پیشوا اشرف علی تھانوی سے کسی نے سوال کیا کہ زید علم غیب کی دو قسمیں کرتا ہے۔ ذاتی، عطائی۔

ذاتی علم غیب تو صرف اللہ ہی کے لیے ہے۔ رہا عطائی اس کے معنی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم الغیب تھے۔ زید کا کہنا درست ہے یا نہیں۔ جس کے جواب میں موصوف نے ایک کتاب بنام حفظ الایمان لکھی جس میں سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم پاک کو جانوروں اور چوپاؤں سے تشبیہ دے کر حضور کی شان ارفع واعلیٰ میں کھلے بندوں توہین کی۔ کتاب کی اصل عبارت پڑھیے.........

"آپ کی (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد کل غیب ہے یا بعض غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو ہر زید و عمر (ہر عامی انسان) بلکہ ہر صبی (بچہ) و مجنوں (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو بھی حاصل ہے"۔

اس عبارت پر علمائے عرب وعجم کی گرفت یہ ہے کہ اس میں لفظ ایسا کے ذریعہ

رسول مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم پاک کو جانوروں اور چوپاؤں سے تشبیہ دے کر حضور کی شان ارفع واعلیٰ میں توہین کی گئی ہے اور توہین رسول کا مرتکب بالاتفاق کافر ہے۔

اس گرفت کو اٹھانے کے لیے مصنف سے لے کر ان کے معتمد وکلاء تک نے طرح طرح کی تاویلات پیش کی ہیں۔ ہم یہاں صرف دو تاویل نقل کرتے ہیں پڑھیے اور ان کی تضاد بیانی کا دل کش نظارہ ملاحظہ فرمائیے۔

پہلی تاویل

مولوی اشرف علی تھانوی کے معتمد خلیفہ مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگوی نے عبارت مذکورہ کی تاویل یوں کی ہے کہ اس عبارت میں لفظ ایسا تشبیہ کے معنی میں نہیں ہے بلکہ اتنا اور اس قدر کے معنی میں ہے اگر تشبیہ کے معنی میں ہوتا تو البتہ تکفیر کی وجہ نکل سکتی تھی۔ اصل عبارت یوں ہے۔

" واضح ہو کہ ایسا کا لفظ فقط مانند اور مثل ہی کے معنی میں مستعمل نہیں ہوتا بلکہ اس کے معنی اس قدر اور اتنے بھی آتے ہیں۔ جو اس جگہ متعین ہیں"

(توضیح البیان ص ۸، بحوالہ جام نور کلکتہ اکتوبر ونومبر ۶۸ء)

دوسری تاویل

دیوبندیوں کے شیخ الاسلام مولوی حسین احمد صاحب نے زیر بحث عبارت کی تاویل میں کہا ہے کہ عبارت میں لفظ ایسا کی جائے لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف کو جانوروں کے علم کے برابر کر دیا۔

اصل عبارت ملاحظہ فرمائیے :

"جناب یہ تو ملاحظہ کیجئے کہ حضرت مولانا (تھانوی) عبارت میں لفظ ایسا فرما رہے ہیں لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام

کے علم کو اور چیزوں کے علم کے برابر کردیا یہ محض جہالت نہیں تو اور کیا ہے"

(شہاب ثاقب ص ۱۰۲)

حفظ الایمان کی زیر بحث عبارت کی تاویل میں مولوی حسین احمد کہتے ہیں کہ یہاں لفظ ایسا تشبیہہ کے لیے ہے اگر یہاں بجائے لفظ ایسا کے لفظ اتنا ہوتا تو البتہ یہ احتمال ہو سکتا تھا کہ حضور علیہ السلام کے علم پاک کو جانوروں کے علم کے برابر کردیا۔

جب کہ مولوی مرتضیٰ حسین دربھنگوی کہتے ہیں کہ اس عبارت میں لفظ ایسا "اتنا" کے معنی میں ہے اگر تشبیہہ کے معنی میں ہوتا تو البتہ تکفیر کی وجہ نکل سکتی تھی۔

اس بے جا تاویل پر چند سوالات پیدا ہوتے ہیں :

اگر مولوی حسین احمد کی تاویل تسلیم کر لی جائے تو مولوی مرتضیٰ حسن کے نزدیک تھانوی صاحب کی تکفیر درست ہے اور اگر مولوی مرتضیٰ حسن کی تاویل صحیح مانی جائے تو مولوی حسین احمد کے نزدیک یہ لازم آتا ہے کہ تھانوی صاحب نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم پاک کو جانوروں کے علم کے برابر کردیا اور چونکہ تھانوی صاحب نے اپنے دونوں وکیلوں میں سے کسی کی تردید نہیں کی لہٰذا دونوں تاویلیں اپنی اپنی جگہ صحیح اور دونوں ایک دوسرے کی تاویل پر تھانوی صاحب کے کفر پر متفق ہیں۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دیوبند اپنے گھر کی تضاد بیانی اور اپنے مسلمات سے گریز کے بارے میں......؟

(مولانا عبدالحلیم صاحب اشرفی رضوی مظفرپوری)

ہم مسلک اعلیٰ حضرت کیوں کہتے ہیں......؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی

سب سے پہلے آپ یہ بات اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ مسلک اعلیٰ حضرت سے مراد معاذ اللہ کوئی نیا مسلک نہیں ہے۔ بلکہ جس مسلک پر آج مسلک اعلیٰ حضرت کا اطلاق ہو رہا ہے یہ وہی مسلک ہے جس پر صحابہ، تابعین، تبع تابعین، صالحین اور علمائے امت قائم تھے۔

دراصل اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ تقریباً دو صدی قبل ہندوستان کی سرزمین پر کئی نئے فرقوں نے جنم لیا اور ان فرقوں کے علمبرداروں نے اہلسنّت و جماعت کے عقائد و معمولات کو شرک و بدعت قرار دینے کی شرمناک روش اختیار کی۔ خصوصاً مولوی اسماعیل دہلوی نے وہابی مسلک کی اشاعت کے لیے جو کتاب تقویۃ الایمان کے نام سے مرتب کی اس میں علم غیب مصطفیٰ ﷺ، حاضر و ناظر، شفاعت، استعانت، ندائے یا رسول اللہ ﷺ، حیات النبی ﷺ، اختیارات النبی ﷺ وغیرہ تمام عقائد کو معاذ اللہ کفر و شرک قرار دے دیا۔ جب کہ یہ سارے عقائد روز اول سے قرآن و سنت سے ثابت شدہ ہیں۔ اسی طرح میلاد، قیام، صلوٰۃ و سلام، ایصال ثواب، عرس یہ سب معمولات جو صدیوں سے اہلسنّت و جماعت میں رائج ہیں اور علمائے امت نے انہیں باعث ثواب قرار دیا ہے لیکن نئے فرقوں کے علمبرداروں نے ان عقائد و معمولات کو شرک و بدعت قرار دیتے ہوئے اپنی ساری توانائی انہیں مٹانے پر صرف کیں۔ لیکن اسی زمانے میں علمائے اہلسنّت نے اپنے قلم سے ان عقائد و معمولات کا تحفظ فرمایا اور تحریر و تقریر اور مناظروں کے ذریعے ہر اعتراض کا دندان شکن جواب دیا۔

عقائد کی اسی معرکہ آرائی کے دور میں بریلی کی سرزمین پر امام احمد رضا خان قدس سرہ پیدا ہوئے۔ آپ ایک زبردست عالم دین تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے پناہ علمی صلاحیتوں سے مالا مال فرمایا تھا اور آپ تقریباً پچپن علوم میں مہارت رکھتے تھے خصوصاً علم فقہ

میں آپ کے دور میں کوئی آپ کا ثانی نہ تھا۔ مولانا کی علمی صلاحیتوں کا اعتراف ان لوگوں کو بھی ہے جو ان کے مخالف ہیں۔ بہر حال مولانا نے اپنے دور کے علمائے اہلسنّت کو دیکھا کہ وہ باطل فرقوں کے اعتراضات کے جوابات دے کر عقائد اہلسنّت کا دفاع کر رہے ہیں تو آپ نے بھی اس عظیم خدمت کے لیے قلم اٹھایا اور اہلسنّت و جماعت کے عقائد کے ثبوت میں دلائل و براہین کے انبار لگا دیئے۔ ایک ایک عقیدہ کے ثبوت میں کئی کئی کتابیں تصنیف فرمائیں۔ ساتھ ہی ساتھ جو معمولات آپ کے زمانے میں رائج تھے ان میں سے جو قرآن و سنت کے مطابق تھے آپ نے ان کی تائید فرمائی اور جو قرآن و سنت کے خلاف تھے آپ نے ان کی تردید فرمائی۔ اس طرح بے شمار موضوعات پر ایک ہزار سے زائد کتابوں کا عظیم ذخیرہ مسلمانوں کو عطا فرمایا۔ بہر حال آپ نے باطل فرقوں کے رد میں عقائد و معمولات اہلسنّت کی تائید میں جو عظیم خدمات انجام دیں اس بنیاد پر آپ علمائے اہلسنّت کی صف میں سب سے نمایاں ہو گئے اور عقائد اہلسنّت کی زبردست وکالت کرنے کے سبب سے یہ عقائد امام احمد رضا کی ذات کی طرف منسوب ہونے لگے اور اب حال یہ ہے کہ آپ کی ذات اہلسنّت کے ایک عظیم نشان کی حیثیت سے تسلیم کر لی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی حجازی یا شامی و یمنی و عراقی و مصری بھی مدینہ منورہ میں "یارسول اللہ" کہتا ہے تو نجدی اسے بریلوی ہی کہتے ہیں حالانکہ اس کا کوئی تعلق بریلی شہر سے نہیں ہوتا۔ اس طرح اگر کوئی " اسئلك الشفاعة یا رسول الله " کہہ کر نبی کریم ﷺ سے شفاعت طلب کرتا ہے تو وہ چاہے جزیرۃ العرب ہی کا رہنے والا کیوں نہ ہو، وہابی اسے بھی بریلوی ہی کہتے ہیں جب کہ بریلوی اسے کہنا چاہیے جو شہر بریلی کا رہنے والا ہو۔ لیکن اس کی وجہ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ اسلاف کے وہ عقائد ہیں جن کی امام احمد رضا قدس سرہ العزیز نے دلائل کے ذریعے شدومد سے تائید فرمائی ہے۔ اور ان عقائد کے ثبوت میں سب سے نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ جس کی وجہ سے یہ عقائد امام احمد رضا سے اس قدر منسوب ہو گئے ہیں کہ دنیا کا کوئی بھی مسلمان اگر ان عقائد کا قائل ہو تو اسے مولانا کی طرف منسوب کرتے ہوئے بریلوی ہی کہا جاتا ہے۔

اب چونکہ ہندوستان میں فرقوں کی ایک بھیڑ موجود ہے اس لیے اہلسنّت و جماعت کی شناخت قائم کرنا ناگزیر ہو گیا ہے اس لیے کہ دیوبندی فرقہ بھی اپنے آپ کو اہلسنّت ہی ظاہر کرتا ہے جب کہ دیوبندیوں کے عقائد بھی وہی ہیں جو وہابیوں کے ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ وہابی اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں اور آئمہ اربعہ میں سے کسی کی تقلید نہیں کرتے۔ اور دیوبندی تقلید تو کرتے ہیں لیکن وہابیوں کے عقائد کو حق مانتے ہیں اس لیے موجودہ دور میں اصل اہلسنّت و جماعت کون ہیں یہ سمجھنا بہت دشوار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے علماء نے اہلسنّت و جماعت کو دیگر فرقوں سے ممتاز کرنے کے لیے "مسلک اعلیٰ حضرت" کا استعمال مناسب سمجھا۔ اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اب جو مسلک اعلیٰ حضرت کا ماننے والا سمجھا جائے گا اس کے بارے میں خود بخود یہ تصدیق ہو جائے گی کہ یہ علم غیب، حاضر و ناظر، استعانت، شفاعت وغیرہ کا قائل ہے اور معمولات اہلسنّت و جماعت میلاد، قیام، صلوٰۃ و سلام وغیرہ کو بھی باعث ثواب سمجھتا ہے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ نہیں فقط اپنے آپ کو سنی کہنا کافی ہے تو میں یہ کہوں گا کہ اگر کوئی شخص اپنے آپ کو سنی کہے تو آپ اسے کیا سمجھیں گے یہ کون سا سنی ہے؟ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید کرتے ہوئے وہابی عقائد کو حق ماننے والا.......... یا پھر "یا رسول اللہ ﷺ" کہنے والا۔

ظاہر ہے صرف سنی کہنے سے کوئی شخص پہچانا نہ جائے گا۔ مگر کوئی اپنے آپ کو بریلوی سنی کہے تو فوراً سمجھ میں آجائے گا کہ یہ حنفی بھی ہے اور سچا سنی بھی۔ یا پھر اپنے آپ کو کوئی مسلک اعلیٰ حضرت کا ماننے والا کہے تو بھی اس مسلمان کے عقائد و نظریات کی پوری نشاندہی ہو جاتی ہے۔

اہل ایمان کو ہر دور میں شناخت کی ضرورت محسوس ہوئی ہے۔ دیکھئے مکہ کی وادیوں میں جب اسلام کی دعوت عام ہوئی تو اس وقت ہر صاحب ایمان کو مسلمان کہا جاتا تھا اور جب بھی کوئی کہتا کہ میں مسلمان ہوں تو اس شخص کے بارے میں فوراً یہ سمجھ میں آجاتا کہ یہ

اہلسنت و جماعت سے تعلق رکھتا ہے۔ یعنی خدا کی وحدانیت کی گواہی دیتا ہے اور نبی کریم ﷺ کی رسالت کو تسلیم کرتے ہوئے آپ کی تعلیمات پر عمل کرتا ہے۔ لیکن ایک صدی بھی نہ گذری تھی کہ اہل ایمان کو اپنی شناخت کے لیے ایک لفظ کے استعمال کی ضرورت محسوس ہوئی اور وہ لفظ "سنی" ہے۔

وجہ یہ تھی کہ ایک فرقہ پیدا ہوا جس نے معاذ اللہ حضرت سیدنا صدیق اکبر، حضرت سیدنا عمر فاروق، حضرت سیدنا عثمان غنی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر تبرا (لعن طعن) کرنا شروع کر دیا اور اس میں حد سے تجاوز کر گیا۔ لیکن وہ لوگ بھی اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتے تھے اس لیے اس دور میں اہلسنت نے اپنے آپ کو سنی مسلمان کہا۔ صرف مسلمان اگر کوئی اپنے آپ کو کہتا تو اسکے بارے میں یہ سوال پیدا ہوتا کہ یہ کون سا مسلمان ہے؟ حضرت سیدنا صدیق اکبر، حضرت سیدنا عمر فاروق، حضرت سیدنا عثمان غنی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو ماننے والا مسلمان ہے یا ان پر تبرا (لعن طعن کرنے والا) لیکن اگر کوئی اپنے آپ کو سنی مسلمان کہتا تو اس کے بارے میں یہ سمجھ میں آجاتا کہ یہ خلفائے ثلاثہ کو ماننے والا مسلمان ہے۔ **اس طرح خلفاء پر لعن طعن کرنے والے رافضیوں کے مقابلے میں اہلسنت و جماعت کی ایک الگ شناخت قائم ہو گئی.........."سنی مسلمان"۔**

اس سلسلے میں کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی یہ چار مسلک تو پہلے سے موجود ہیں پھر یہ پانچواں مسلک "مسلک اعلیٰ حضرت" کیوں کہا جاتا ہے تو انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ مسلک اعلیٰ حضرت یہ کوئی پانچواں مسلک نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب یہی ہے کہ یہ چاروں مسالک حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی حق ہیں اور کسی ایک کی تقلید واجب ہے اور یہی امر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کی کتب سے ثابت ہے اس لیے اگر کوئی شافعی یا حنبلی بھی اپنے آپ کو مسلک اعلیٰ حضرت سے منسوب کرتا ہے تو اس کا یہی مطلب ہے کہ وہ فروعیات میں اپنے امام کی تقلید کے ساتھ ساتھ عقائد و معمولات اہلسنت و جماعت کا بھی قائل ہے۔

رہا یہ سوال کہ مخالفین اس سے یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ یہ ایک پانچواں مسلک ہے تو میں سارے وہابیوں، دیوبندیوں کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ ثابت کریں کہ امام احمد رضا نے کس عقیدہ کی تائید قرآن و سنت کی دلیل کے بغیر کی ہے۔ کسی بھی موضوع پر آپ ان کی کتاب اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ ہر عقیدہ کے ثبوت میں انہوں نے قرآنی آیات، احادیث مبارکہ اور پھر اپنے موقف کی تائید میں علماء امت کے اقوال پیش کیے ہیں۔ حق کو سمجھنے کے لیے شرط یہ ہے کہ تعصب سے بالاتر ہو کر امام احمد رضا قدس سرہ کی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے۔ مطالعہ کے دوران آپ واضح طور پر محسوس کریں گے کہ اعلیٰ حضرت وہی کہہ رہے ہیں جو چودہ سو سالہ دور اسلامی کے علماء و فقہاء کہتے رہے ہیں۔

اب بھی اگر کسی کو اطمینان نہ ہوا ہو اور وہ مسلک کے لفظ کو اعلیٰ حضرت کی طرف منسوب کرنے پر معترض ہو اور یہ سمجھتا ہو کہ یہ ایک نیا مسلک ہے تو وہابی، دیوبندی سنبھل جائیں اور میرے ایک سوال کا جواب دیں کہ مولوی محمد اکرم جو کہ دیوبندیوں کے معتمد مؤرخ ہیں انہوں نے "موج کوثر" میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے عقائد و نظریات کا تذکرہ کرتے ہوئے بار بار "مسلک ولی اللہی" کا لفظ استعمال کیا ہے تو کیا چاروں مسالک سے علیحدہ یہ مسلک ولی اللہی کوئی پانچواں اور نیا مسلک ہے......؟

جو آپ کا جواب ہو گا وہی ہمارا بھی۔

(محمد یوسف رضا قادری، صدر رضا اکیڈمی، بھیونڈی)

کلمہ کفر : (محمد ﷺ غیب کیا جانیں)

تمھارا رب عزوجل فرماتا ہے.....یَحۡلِفُوۡنَ بِاللّٰہِ مَا قَالُوۡا ط وَلَقَدۡ قَالُوۡا کَلِمَۃَ الۡکُفۡرِ وَکَفَرُوۡا بَعۡدَ اِسۡلَامِہِمۡ (سورہ توبہ آیت نمبر ۷۴)

خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے نبی کی شان میں گستاخی نہ کی اور البتہ بے شک وہ یہ کفر کا بول بولے اور مسلمان ہو کر کافر ہو گئے۔

ابن جریر اور طبرانی اور ابو الشیخ و ابن مردویہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ ایک پیڑ کے سایہ میں تشریف فرما تھے ،ارشاد فرمایا عنقریب ایک شخص آئے گا کہ تمہیں شیطان کی آنکھوں سے دیکھے گا، وہ آئے تو اس سے بات نہ کرنا۔ کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ ایک کرنجی آنکھوں والا سامنے سے گزرا رسول اللہ ﷺ نے اسے بلا کر فرمایا تو اور تیرے رفیق کس بات پر میری شان میں گستاخی کے لفظ بولتے ہیں وہ گیا اور اپنے رفیقوں کو بلا لایا، سب نے آ کر قسمیں کھائیں کہ ہم نے کوئی کلمہ حضور ﷺ کی شان میں بے ادبی کا نہ کہا، اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت اتاری کہ "خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے گستاخی نہ کی اور بے شک ضرور وہ یہ کفر کا کلمہ بولے اور تیری شان میں بے ادبی کر کے اسلام کے بعد کافر ہو گئے" دیکھو اللہ گواہی دیتا ہے کہ نبی کی شان میں بے ادبی کا لفظ کلمہ کفر ہے اور اس کا کہنے والا اگرچہ لاکھ مسلمانی کا مدعی کروڑ بار کا کلمہ گو ہو ،کافر ہو جاتا ہے اور فرماتا ہے۔

وَلَئِنۡ سَاَلۡتَہُمۡ لَیَقُوۡلُنَّ اِنَّمَا کُنَّا نَخُوۡضُ وَ نَلۡعَبُ ط قُلۡ اَبِاللّٰہِ وَ اٰیٰتِہٖ وَ رَسُوۡلِہٖ کُنۡتُمۡ تَسۡتَہۡزِءُوۡنَ لَا تَعۡتَذِرُوۡا قَدۡ کَفَرۡتُمۡ بَعۡدَ اِیۡمَانِکُمۡ۔

(سورہ التوبہ، آیت نمبر ۶۵، ۶۶)

اور اگر تم ان سے پوچھو تو بے شک ضرور کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے ،تم فرما دو کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے تھے ،بہانے نہ بناؤ

تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔

ابن ابی شیبہ و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابو الشیخ امام مجاہد تلمیذ خاص سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت فرماتے ہیں۔

انه قال فی قوله تعالی ولئن سالتهم لیقولن انما کنا نخوض ونلعب ط قال رجل من المنافقین یحدثنا محمد ان ناقة فلان بوادی کذا وما یدریه بالغیب

یعنی کسی شخص کی اونٹنی گم ہو گئی ،اس کی تلاش تھی ،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے، اس پر ایک منافق بولا محمد ﷺ بتاتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جگہ ہے، محمد غیب کیا جانیں..........؟

اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت کریمہ اتاری کہ کیا اللہ و رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو ، بہانے نہ بناؤ تم مسلمان کہلا کر اس لفظ کے کہنے سے کافر ہو گئے (دیکھو تفسیر امام ابن جریر مطبع مصر ،جلد دہم صفحہ ۱۰۵ و تفسیر در منثور امام جلال الدین سیوطی جلد سوم صفحہ ۲۵۴)

مسلمانو! دیکھو محمد ﷺ کی شان میں اتنی گستاخی کرنے سے کہ وہ غیب کیا جانیں کلمہ گوئی کام نہ آئی اور اللہ تعالیٰ نے صاف فرما دیا کہ بہانے نہ بناؤ تم اسلام کے بعد کافر ہو گئے۔

اقوال اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ

۱۔ جو اللہ سے ڈرے اس کے لئے اللہ نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان بھی نہ ہو۔

۲۔ اولیاء اللہ کی سچے دل سے پیروی کرنا اور مشابہت کرنا کسی دن ولی اللہ کر دیتا ہے۔

۳۔ نعت کہنا تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔

۴۔ جس کا ایمان پر خاتمہ ہو گیا اس نے سب کچھ پالیا۔

۵۔ جس سے اللہ و رسول ﷺ کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ پھر تمھارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جدا ہو جاؤ۔

فروغ اہلسنت کے لئے......امام اہلسنّت کادس نکاتی پروگرام

۱۔ عظیم الشان مدارس کھولے جائیں، باقاعدہ تعلیمیں ہوں۔

۲۔ طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گرویدہ ہوں۔

۳۔ مدرسوں کی بیش قرار تنخواہیں ان کی کاروائیوں پر دی جائیں۔

۴۔ طبائع طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دے کر اس میں لگایا جائے۔

۵۔ ان میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دے کر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریراً و تقریراً و وعظاً و مناظرۃً اشاعت دین ومذہب کریں۔

۶۔ حمایت مذہب و رد بدمذہباں میں مفید کتب و رسائل مصنفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں۔

۷۔ تصنیف شدہ اور نو تصنیف شدہ رسائل عمدہ اور خوشخط چھاپ کر ملک میں مفت تقسیم کئے جائیں۔

۸۔ شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظرہ یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں، آپ سرکوبی اعداء کے لئے اپنی فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں۔

۹۔ جو ہم میں قابل کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرر کر کے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انہیں مہارت ہو لگائے جائیں۔

۱۰۔ آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایت مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت وبلا قیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

حدیث کا ارشاد ہے کہ "آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درم ودینار سے چلے گا" اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق ومصدوق ﷺ کا کلام ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۱۲، صفحہ ۱۳۳)

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کی سرگرمیاں

ہفت واری اجتماع :۔

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کے زیراہتمام ہر پیر کو بعد نماز عشاء تقریباً ۱۰ بجے رات کو نور مسجد کاغذی بازار کراچی میں ایک اجتماع منعقد ہوتا ہے جس سے مقتدر ومختلف علمائے اہلسنّت مختلف موضوعات پر خطاب فرماتے ہیں۔

مفت سلسلہ اشاعت :۔

جمعیت کے تحت ایک مفت اشاعت کا سلسلہ بھی شروع ہے جس کے تحت ہر ماہ مقتدر علمائے اہلسنّت کی کتابیں مفت شائع کر کے تقسیم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات نور مسجد سے رابطہ کریں۔

مدارس حفظ وناظرہ :۔

جمعیت کے تحت رات کو حفظ وناظرہ کے مختلف مدارس لگائے جاتے ہیں جہاں قرآن پاک حفظ وناظرہ کی مفت تعلیم دی جاتی ہے۔

درس نظامی :۔

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کے تحت رات کے اوقات میں درس نظامی کی کلاسیں بھی لگائی جاتی ہیں جس میں ابتدائی پانچ درجوں کی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔

کتب و کیسٹ لائبریری :۔

جمعیت کے تحت ایک لائبریری بھی قائم ہے جس میں مختلف علمائے اہلسنّت کی کتابیں مطالعہ کے لیے اور کیسٹیں سماعت کے لیے مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات رابطہ فرمائیں۔